باسمہ تعالیٰ۔ ہدیہ برائے حضرت اقدس حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب استاذ الحدیث
جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا ۔ منجانب ابواحمد نور محمد قادری تونسوی خادم جامعہ

حبل اللہ نامی رسالہ میں چھپنے والے ایک مضمون "من الکذاب" کا علمی اور تحقیقی جائزہ

المسمیٰ بہ

ھُوَ الکَذَّاب

اس رسالہ میں کیپٹن مسعود کے چیلے الکذاب کے 35 جھوٹ
طشت ازبام کیے گئے ہیں اور اس سے 168 سوالات کیے گئے ہیں

افادات: مولانا نور محمد قادری تونسوی حفظہ اللہ

ترتیب: مولانا قاری محمد احمد اللہ حفظہ اللہ

مکتبہ عثمانیہ ترنڈہ پناہ تحصیل لیاقت پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

حضرت علامہ مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۹۴۷ء ...... وفات: ۱۵ رجنوری ۲۰۱۵ء

کیپٹن مسعود عثمانی کے ایک مرید اور جماعت المسلمین کراچی کے ایک رکن نے رسالہ حبل اللہ میں ایک مضمون لکھا "من الکذاب" کذاب کون؟ یہ مضمون حضرت مولانا ابواحمد نور محمد قادری تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "اسلام کے نام پر ہوا پرستی" کا جواب یا اس پر ردعمل تھا۔ اس مضمون کے شائع ہونے پر حضرت مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے "ھو الکذاب" نامی رسالہ لکھ کر "من الکذاب" کا جواب دیا، جس میں خود مولانا نور محمد نے ٹائٹل پر اس رسالہ کا تعارف لکھا: "اس رسالہ میں کیپٹن مسعود کے چیلے الکذاب کے ۳۵ جھوٹ طشت از بام کئے اور اس سے ۱۶۸ سوالات کے گئے ہیں۔" چنانچہ یہ رسالہ "ھو الکذاب" اس مجموعہ میں شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً امابعد!

بندہ عاجز ابواحمد نورمحمد تونسوی اپنے ہم مسلک بھائیوں کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ بندہ عاجز نے سن ۲۰۰۴ء میں ایک کتاب بنام ''اسلام کے نام پر ہوئی پرستی'' تالیف کی تھی۔ اس کتاب میں کراچی کے کیپٹن مسعودالدین عثمانی کے نظریات باطلہ اور افکار فاسدہ کا پورا پورا جائزہ لیا گیا تھا۔ اس شخص نے اپنے رسالوں میں جتنے جھوٹ بولے، غلط بیانیاں کیں، کتاب وسنت میں تحریف کی، ان سب کو طشت از بام کیا گیا۔ خصوصاً چودہ مسائل ونظریات (جن میں اس شخص نے اہل اسلام سے الگ راہ اختیار کی ہے) ان میں مسلک اہل السنت والجماعت کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کے روشن دلائل سے مبرہن کیا گیا اور کیپٹن صاحب کے الحاد وزندقہ کو آشکارہ کیا گیا۔ یہ کتاب ایک دفعہ کراچی سے شائع ہوئی اور کئی بار مکتبہ اہل السنت والجماعت سرگودھا سے شائع ہوئی اور علماء طلباء اور عوام وخواص نے اس کتاب سے استفادہ کیا۔ لیکن یہ کتاب کیپٹن صاحب کے ماننے والوں کے لئے سوہان جان ثابت ہوئی۔ اگر ان لوگوں میں انابت الی الحق کا جذبہ ہوتا تو یقیناً یہ کتاب پڑھ کر راہ راست پر آجاتے۔ لیکن انابت کی محرومی کے باعث ''اخذتہ العزۃ بالاثم'' کے تحت ان لوگوں نے اپنے بڑے بڑے چغادریوں سے مطالبات شروع کئے کہ اس کتاب کا جواب لکھے۔ لیکن درحقیقت بندہ عاجز کی کتاب کا جواب لکھنا ان لوگوں کے بس کا روگ نہ تھا۔ اس لئے خاموش رہ جاتے۔ لیکن ان کی عوام نے ان کے خواص کو اتنے خطوط لکھے اور اتنے فون کئے کہ ان کی نیندیں حرام ہوگئیں اور کئی سالوں کے بعد ایک زبان دراز شخص کو بندہ عاجز کی کتاب کے جواب میں لکھنے پر مجبور کردیا۔ چنانچہ کئی سالوں کے بعد عثمانیوں کے ایک رسالہ ''حبل اللہ'' میں ایک مضمون شائع کیا گیا جس کا عنوان ہے: ''من الکذاب'' ماشاء اللہ مضمون نگار نے اپنا نام نہیں لکھا۔ گویا یہ مضمون مادر پدر آزاد ہے لہٰذا اس کی جو حیثیت ہے وہ آپ سب حضرات جانتے اور سمجھتے ہیں۔

بہرحال مضمون نگار نے اپنے حواریوں کو خوش کرنے کی ایک کوشش کی ہے کہ ہم نے ''اسلام کے نام پر ہوئی پرستی'' کا جواب دے دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مضمون نگار نے اپنے دل میں بھرے ہوئے غم وغصہ کی بھڑاس نکالی ہے اور بس اس مضمون میں سوائے طعن وتشنیع کے کچھ بھی نہیں۔ البتہ فضول باتوں کی بھرمار ہے۔ بندہ عاجز نے جب یہ مضمون کسی دوست سے سنا تو اس کو اس قابل نہ سمجھا کہ اس کا جواب لکھا جائے۔ لیکن بعض دوستوں نے اصرار فرمایا کہ اس کا جواب ضرور دیا جائے۔ کیونکہ کیپٹن کے چیلے اچھل کود رہے ہیں کہ: ''ہم نے تونسوی صاحب کی کتاب کا جواب دے دیا ہے۔'' چنانچہ بندہ عاجز نے اللہ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے کچھ لکھنا شروع کردیا ہے۔ تاکہ عوام وخواص کو معلوم ہوجائے کہ اس مادر پدر آزاد مضمون میں کتنے جھوٹ بولے گئے ہیں اور کتنے دھوکے دیئے گئے اور کتنا فریب دیا گیا ہے؟

خود را فضیحت دیگراں را نصیحت

مادر پدر آزاد مضمون نگار نے شکوہ کیا ہے کہ: ''ملا تونسوی نے اپنی کتاب میں سوقیانہ اور بازاری زبان استعمال کی ہے۔'' لیکن خود مضمون نگار اتنا بھی نہیں سوچ سکا کہ جس چیز کی دوسروں کو نصیحت کررہا ہوں۔ کم از کم خود تو اس پر عمل کروں۔ ایسی سوچ ان لوگوں میں کہاں سے آئے؟ ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد باری ہے: ''کبر

مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون'' خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضگی والی ہے کہ ایسی بات کہو جو خود کرتے نہیں۔''لم تقولون ما لا تفعلون'' ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔''اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون'' کیا غضب ہے کہ لوگوں کو نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے۔حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو، کتاب کی تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔

قارئین کرام! درحقیقت یہ بری عادت یہودیوں سے ان لوگوں نے لی ہے وہ دوسروں کو نصیحت کرتے تھے اور خود عمل نہ کرتے تھے۔اسی طرح علماء اہل حق کے خلاف بغض وعداوت بھی ان لوگوں نے یہودیوں سے لیا ہے۔کیونکہ کیپٹن مسعود یہودیوں کا ایک ایجنٹ تھا جس نے توحید کے نام پر مسلمانوں میں یہودیت پھیلائی۔

(نوٹ) مضمون نگار نے چونکہ اپنا نام چھپایا ہے۔نامعلوم اس میں کون سی مصلحت ہوگی۔لیکن اب بندہ عاجز اس کو''الکذاب'' کے نام سے یاد کرے گا اور یہ نام بھی اس کے مضمون کے عنوان سے ماخوذ ہے۔کیونکہ ان کا عنوان ہے:''من الکذاب'' تو بندہ عاجز جواباً عرض کرتا ہے:''ھو الکذاب''

<u>جھوٹ نمبر ۱</u>: کیا کیپٹن صاحب داعی تھا؟

''الکذاب'' نے اپنے مادر پدر آزاد مضمون میں کیپٹن صاحب کو''داعی حق'' کہا ہے۔حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔کیونکہ کیپٹن تو''داعی ضلالت'' تھا۔اس شخص میں اہل حق کی کوئی صفت موجود نہ تھی۔یہ شخص آیات قرآنیہ کا انکار کرتا ہے۔احادیث رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتا ہے، پوری امت مسلمہ کو کافر اور مشرک گردانتا ہے۔حتیٰ کہ کسی مسلمان کو سلام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور نہ ہی کسی مسلمان کے جنازہ میں شرکت کو گوارا کرتا ہے تو ایسا شخص قطعاً داعی حق کہلوانے کا حق دار نہیں ہے۔

یہ ایک موٹی سی بات ہے جسے ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ حق وہ ہے جسے حضور اکرم ﷺ لے کر آئے۔آپ ﷺ قرآن اور احکام شرعیہ لے کر آئے ہیں۔آپ ﷺ نے وہ حق صحابہ رضی اللہ عنہم تک پہنچایا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تابعین تک اور تابعین نے تبع تابعین تک پہنچایا اور خیر القرون کے لوگوں نے یہ حق والی نعمت نسل درنسل بڑے تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچائی ہے اور اس طرح تسلسل کے ساتھ یہ نعمت آخری مسلمان تک پہنچے گی۔معلوم ہوا کہ حق تو تسلسل کے ساتھ پہنچتا ہے اور یہی سنت اللہ ہے۔لیکن کیپٹن تو اپنے سواء کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا۔کیپٹن کے نزدیک کسی صدی میں کوئی ایک مسلمان نہیں گزرا تو حضور اکرم ﷺ پر نازل شدہ حق کن ذرائع سے پہنچا؟ کن ہاتھوں سے پہنچا؟ کن لوگوں کی وساطت سے پہنچا؟ کیپٹن تو چودھویں صدی کا آدمی ہے۔چودھویں صدی میں کیپٹن کے نزدیک کوئی شخص مسلمان نہیں تھا۔اس طرح تیرھویں صدی میں بھی کیپٹن کے نزدیک مسلمان نہیں تھا۔اسی طرح بارھویں، گیارھویں، دسویں، نویں، آٹھویں، ساتویں، چھٹی، الیٰ اولیٰ میں کوئی شخص مسلمان نہیں گزرا۔وگرنہ کیپٹن مسعود کی ذریت بتائے کہ چودھویں صدی میں کون شخص مسلمان تھا؟ کسی ایک عالم دین کا نام بتائیں اسی طرح ہر صدی کے ایک ایک عالم دین کا نام لے کر بتائیں کہ وہ کیپٹن کے نزدیک مسلمان تھا۔اسی طرح تیرھویں، بارھویں، گیارھویں الیٰ آخر النہایہ میں کتنے لوگ ایسے گزرے ہیں جو کیپٹن کے ہم خیال تھے۔اگر اسلام کی پوری چودہ سو سالہ تاریخ میں کوئی ایک شخص بھی کیپٹن مسعود کے ہم خیال ہو کر مسلمان نہ تھا تو ظاہر ہے کہ جو حق کیپٹن تک پہنچا وہ کافروں اور مشرکوں کے ہاتھوں سے پہنچا۔پھر جو حق چودہ سو سال تک ایسے لوگوں کے ہاتھوں سے پہنچا تو اس حق پر کیا اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

اگر کوئی شخص یہ شبہ ظاہر کرے کہ قرآن کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اٹھائی ہے تو گزارش ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کی ہے۔ پس اگر حق پہنچانے والے ہر دور کے لوگوں کو کافر مشرک اور غیر مسلم کہہ دیا جائے تو خود حق پر اعتماد نہیں رہ سکتا۔ نیز ''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون'' بھی قرآن پاک کی ایک آیت ہے جو بقول کیپٹن صاحب کافروں اور مشرکوں کے ہاتھوں ہم تک پہنچی ہے تو ایسے ہاتھوں پر کیا اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ کیپٹن صاحب کے پاس جو کچھ پہنچا ہے، انہی کافروں اور مشرکوں کے ہاتھ سے پہنچا ہے، جسے حق کا نام دینا خود غلط ہے اور پوری امت مسلمہ تک جو حق سچ پہنچا ہے وہ تسلسل کے ساتھ مسلمان ہاتھوں سے پہنچا ہے اور قابل اعتماد ہے۔ اس سے یہی ثابت ہوا کیپٹن کسی صورت بھی ''داعی حق'' نہیں بن سکتا بلکہ وہ یقیناً ''داعی ضلالت'' ہے۔

جھوٹ نمبر ۲: کیا علماء اسلام میں سے کوئی عالم کیپٹن کا ہم خیال ہے؟

کیپٹن مسعود اور ان کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ عالم قبر و برزخ کی جزا و سزا روح سے متعلق ہوتی ہے۔ روح کو ایک اور جسم عطاء کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ رنج و راحت کو محسوس کرتی ہے۔ باقی رہا جسد عنصری یعنی دنیا والا جسم تو اس کی طرف نہ تو روح کو لوٹایا جاتا ہے اور نہ ہی روح کا اس جسم سے تعلق رہتا ہے اور نہ ہی یہ جسد عنصری قبر و برزخ کی جزا و سزا میں شریک ہوتا ہے اور ایسا عقیدہ علمائے اسلام میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ بلکہ تمام علمائے اسلام یہی کہتے ہیں کہ قبر کے حساب و کتاب میں روح کو لوٹایا جاتا ہے اور بعد میں روح کا دفن شدہ جسم سے تعلق رہتا ہے۔ خواہ وہ جسم خاک و راکھ کیوں نہ ہو جائے۔ بہر حال تعلق رہتا ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان ثواب و عذاب کو محسوس کرتا ہے۔ لیکن کیپٹن کے چیلے الکذاب نے اپنے مادر پدر آزاد مضمون میں اکابر علمائے اسلام کی کتابوں سے ادھورے اقتباسات نقل کر کے عوام الناس کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ اکابر ہمارے ہم خیال ہیں۔ حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ جن اکابر کا نام لیا ہے، وہ سب کے سب قبر میں روح کے لوٹنے کے قائل ہیں اور روح اور جسم دونوں کی جزاء و سزا کے قائل ہیں۔ یہ حضرات روح جسم کے مابین تعلق پر یقین رکھتے ہیں اور حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔ جب کہ کیپٹن اور اس کے حواری ان سب نظریات پر ایمان نہیں لاتے۔ لہٰذا اکابر علمائے اسلام کو اپنا ہم نواء ثابت کرنا جھوٹ ہے۔ ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین''

جھوٹ نمبر ۳: ''الکذاب'' نے ''اشرف الجواب'' سے عبارتیں نقل کی ہیں اور یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ان کے ہم خیال تھے۔ حالانکہ یہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ پر سفید جھوٹ ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ خود لکھتے ہیں: ''خواہ جسد کہیں ہو اور درندوں نے کھا لیا ہو یا سوختہ ہو کر متفرق ہو گیا ہو۔ البتہ اجزائے جسد یہ کے ساتھ اس کو کچھ تعلق رہتا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے ان اجزاء میں بھی اگر اس قدر حیات باقی رہی، جس سے عذاب و ثواب کا اثر جسم پر بھی آ جائے تو کچھ بعید نہیں۔ چنانچہ اخبار کثیرہ سے ثابت ہوا کہ بعض اہل قبور کا عذاب لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کی بناء وہی تابعیت ہے۔'' (امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۲۸)

اسی طرح حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اسی جلد کے ص ۷۲ پر بھی روح اور جسد دونوں کی اجزاء و سزا کو ثابت کیا ہے۔ نیز حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''کچھ تعلق جسد سے ہو خواہ وہ جسد اصلی حالت پر یا مستحیل ہو گیا ہو اور یہ تعلق صرف اتنا ہو جس سے ادراک نعیم والم کا ہو سکے۔'' (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۱۸)

اسی طرح حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''بہشتی زیور'' حصہ اوّل میں مردہ مدفونہ کی جزاء و سزا کو بطور عقیدہ کے لکھا ہے۔

جھوٹ نمبر ۴: کیا اشرف الجواب کیپٹن کی تائید کرتی ہے؟

''الکذاب'' نے اشرف الجواب کا حوالہ دے کر یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ ان کے عقیدے کی تائید کرتی ہے۔ حالانکہ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ اشرف الجواب ص ۲۵۰ پر عقیدہ حیات النبی ﷺ کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۵: کیا مولانا عبدالحق حقانی صاحب کیپٹن کے ہم عقیدہ ہیں؟

''الکذاب'' نے حضرت مولانا عبدالحق حقانی کی چند ادھوری عبارات پیش کر کے یہ دھوکا دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ کیپٹن کے ہم عقیدہ تھے۔ حالانکہ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ حقانی صاحب اپنی تفسیر میں قبر کے حساب وکتاب کو تسلیم کرتے ہیں۔ روح اور جسد کے تعلق کو مانتے ہیں۔ حتیٰ کہ سماع موتی کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''آخرت کی اوّل منزل قبر ہے۔ وہاں بھی اس پر یہ ثابت رہے گا، منکر نکیر کو جواب شافی دے گا۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔'' (تفسیر حقانی ج ۴ ص ۱۳۰)

مزید لکھتے ہیں: ''کبھی پاک روحوں کا اثر جسم خاکی تک پہنچتا ہے اور یہ جسم سڑتا گلتا نہیں۔ جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام شہدائے عظام کے اجسام سے ظاہر ہوا ہے۔'' (تفسیر حقانی ج ۳ ص ۱۱)

حقانی صاحب رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: ''بالخصوص شہداء کو نسمہ سابق سے ایک عجیب تعلق باقی رہتا ہے۔''

نیز مولانا حقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''بعض لوگ کہ جن کی نورانیت نہایت غالب ہوتی ہے۔ ان کا اس عالم سے نہایت تعلق رہتا ہے۔ جیسا کہ انبیاء علیہم السلام بلکہ وہ نورانیت ان کے جسم اطہر پر سرایت کر جاتی ہے۔ اس لئے وہ گلتا سڑتا نہیں اور اس حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے اور یونس علیہ السلام کو لبیک کہتے دیکھا۔ اسی لحاظ سے انبیاء کے لئے بعد موت کے حیات ثابت کی جاتی ہے اور حیات النبی ﷺ بین الجمہور'' (مقدمہ تفسیر حقانی ص ۴۷)

مولانا حقانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: ''ان آیات میں تو عدم سماع موتی کا اشارہ تک بھی نہیں۔ اس لئے ان سے استدلال کرنا بے فائدہ بات ہے۔ رہے احادیث واقوال ان سے بھی صاف نہیں۔ معلوم ہوتا کہ میت سن نہیں سکتی بلکہ بہت سی صحیح احادیث اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ مردے زندوں کی آواز سنتے ہیں۔ از جملہ وہ احادیث جو زیارت قبور کی بابت وارد ہیں۔ جن میں مردوں سے خطاب کر کے کلام کیا۔ جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ کے قبرستان پر سے گزرے تو یہ فرمایا: ''السلام علیکم یا اهل القبور'' اور اسی طرح مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بقیع میں جا کر یہ فرمایا: ''السلام علیکم دار قوم مومنین'' اور ایسا ہی تعلیم بھی فرمایا۔ از جملہ احادیث میں جیسا کہ بخاری ومسلم نے انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب میت کو قبر میں رکھ کر اس کے لوگ واپس پھرتے ہیں تو ''انه یسمع قرع نعالهم'' وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے جو بدر کے روز آنحضرت ﷺ نے کفار قریش کے مقتولوں سے خطاب کر کے فرمایا تھا کہ تم نے آج دیکھ لیا اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یہ سنتے ہیں؟ فرمایا: تم سے بھی زیادہ سنتے ہیں۔ لیکن جواب نہیں دیتے۔ اس کو بھی بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔'' (تفسیر حقانی ج ۶ ص ۵۰)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا حقانی صاحب سماع موتی کے قائل ہیں اور روح کے مردہ مدفون جسم پر اثرات کے بھی قائل ہیں اور تعلق کو بھی مانتے ہیں۔لہٰذا ''الکذاب'' کا ان کو اپنا ہم عقیدہ ثابت کرنا جھوٹ اور دھوکا ہے۔

جھوٹ نمبر ۶: کیا کشف المغالطات کا مصنف ''الکذاب'' کا ہم خیال ہے؟

''الکذاب'' نے کشف المغالطات کا حوالہ دے کر ان کو اپنا ہم عقیدہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اس کتاب کے ص ۶۳ میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کو تسلیم کیا گیا ہے اور مزید یہ کہ اس کتاب کے ص ۱۵۵ میں روح اور جسد کے تعلق کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۷: کیا سید سلیمان ندوی ''الکذاب'' کا ہم عقیدہ ہے؟

''الکذاب'' کا یہ بھی جھوٹ ہے۔وہ ان کا ہم عقیدہ نہیں ہے بلکہ وہ ان سے دو قدم آگے ہے۔چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب سیرت النبی ﷺ میں جہاں قبر کی یہ تشریح کی ہے۔اس کے آگے انہوں نے قیامت کا بیان شروع کیا ہے۔ وہاں انہوں نے صاف طور پر حشر اجساد کا انکار کیا ہے۔یعنی ان کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن یہ اجساد مدفونہ قبروں سے نہیں اٹھائے جائیں گے۔یہ تو گل سڑ گئے ہیں۔ان کے اٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ وہی اجساد جو ارواح کو عالم برزخ میں ملتے تھے۔وہی قیامت کے دن اٹھیں گے اور وہی دوزخ بہشت میں جائیں گے۔قبروں میں موجود اجساد قبروں سے اٹھیں گے نہ ہی دوزخ بہشت میں جائیں گے۔جب کہ کیپٹن اور اس کے ماننے والے اس بات کے قائل ہیں کہ قیامت کے دن اجساد مدفونہ اٹھیں گے۔پس ثابت ہوا کہ ندوی صاحب ان کے ہم عقیدہ نہیں ہیں بلکہ ان سے دو قدم آگے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ندوی صاحب ماضی قریب کا آدمی ہے۔شروع شروع میں ان کے بہت سے نظریات جمہور امت سے مختلف تھے۔لیکن بعد میں یہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مرید بنے تو انہوں نے اپنے تمام سابقہ نظریات سے رجوع کر لیا تھا۔لیکن افسوس ان کی کتابیں جوں کی توں چل رہی ہیں۔

جھوٹ نمبر ۸: ہمارے اکابر پر جھوٹ۔

ہمارے بہت سے اکابر کی ایک عبارت کا صحیح مطلب نہ سمجھتے ہوئے ''الکذاب'' نے ان کو اپنا ہم عقیدہ تصور کر لیا۔حالانکہ ہمارے تمام اکابر عقیدہ حیات قبر پر ایمان و یقین رکھنے والے ہیں اور اصل حقیقت یہ ہے کہ جب ہمارے اکابر عقیدہ حیات قبر کو بیان کرتے ہیں تو دشمنان اسلام کا ایک اعتراض اور اس کا جواب نقل کرتے ہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ تم مسلمان کہتے ہو قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔لیکن جن مردوں کو یہ قبر نصیب نہیں ہوتی۔مثلاً جنگل میں مرا، پرندے درندے کھا گئے۔سمندر میں مرا۔مچھلیاں کھا گئیں یا بعض یہود و نصاریٰ اپنے لیڈروں کی لاشیں شیشے کی الماریوں میں رکھ دیتے ہیں یا ہندو لوگ اپنے مردوں کو آگ لگا کر راکھ بنا دیتے ہیں۔وغیرہ وغیرہ!

الغرض جن کو بظاہر یہ قبر نصیب نہیں ہوئی تو کیا ان کو قبر کا عذاب نہ ہوگا؟

تو دشمنان اسلام کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ہمارے تمام اکابر نے فرمایا کہ قبر صرف اس گڑھے کو نہیں کہتے۔جس میں مردہ انسان دفن کیا جاتا ہے بلکہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے۔چونکہ عالم برزخ موت سے لے کر قیامت تک کے زمانہ پر بولا جاتا ہے تو ہمارے اکابر نے یہ کہہ کر قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کر دی ہے کہ جو مردہ قبر میں مدفون ہے۔وہ بھی عالم برزخ میں ہے اور جو مردہ شیشے کی الماری میں رکھا ہے وہ بھی عالم برزخ

میں ہے اور جو مردہ خاک اور راکھ میں ہے وہ بھی عالم برزخ میں ہے اور جو مردہ پرندوں درندوں اور مچھلیوں کے پیٹ میں ہے۔ وہ بھی عالم برزخ میں ہے۔ الغرض! مردہ انسان جہاں بھی ہے وہ عالم برزخ میں ہے۔ ہمارے اکابر نے قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کر کے مردہ انسان کے ہر مقام کو قبر میں شامل کر دیا ہے۔

لیکن کج فہموں نے اکابر کی بات کو الٹا سمجھا اور خود اصلی اور حقیقی قبر کو قبر کے مفہوم سے خارج کر دیا اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ جن اکابر نے بھی یہ کہا ہے کہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے، ان سب کو اپنا ہم عقیدہ تصور کر لیا ہے۔ حالانکہ ایسا کہنے والے حضرات قبر میں روح کے لوٹ آنے کے قائل ہیں۔ روح اور جسم کے تعلق کے قائل ہیں۔ روح اور جسم دونوں کی جزا و سزا کے قائل ہیں۔ الغرض ایسا کہنے والے کیپٹن کے ہرگز ہم عقیدہ نہیں ہیں۔ لیکن کیپٹن کے چیلے نے اکابر کی بات کا الٹا مطلب لے کر ان پر بہتان باندھا اور جھوٹ بول دیا ہے۔ ''سبحانک ھذا بھتان العظیم''

نیز اگر مردہ انسان کو یہ زمینی قبر جلدی نصیب ہو جائے تو یہ اس کے لئے حقیقی قبر ہے اور اگر کسی مردہ انسان کو یہ زمینی قبر جلدی نصیب نہ ہو، مثلاً شیشے کی الماری میں رکھا ہے، یا خاک اور راکھ میں چلا گیا، یا پرندوں درندوں مچھلیوں کے پیٹ میں چلا گیا تو اس کے لئے یہ مجازی قبر ہے۔ الغرض! مردہ حقیقی قبر میں ہے یا مجازی قبر میں ہے، وہ جس حالت میں بھی ہے روح کا اس کے ساتھ تعلق ہے اور وہ تعلق کی وجہ سے قبر کی جزا و سزا کا ادراک رکھتا ہے۔ ہمارے اکابر جو یہ فرماتے ہیں: قبر سے مراد برزخ ہے۔ ان سب کا یہی عقیدہ ہے۔ کیپٹن والا عقیدہ کسی کا بھی نہیں ہے۔ البتہ ان کاذبین کا کسی پر جھوٹ بول کر ان کو اپنا ہم عقیدہ ثابت کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

(فائدہ) جب کوئی کام ہوتا ہے تو اس کے لئے جگہ کی ضرورت ہوتی ہے جسے ظرف مکان کہتے ہیں اور وقت کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس وقت میں وہ کام کیا جاتا ہے۔ اسے ظرف زمان کہتے ہیں۔ ظرف زمان اور ظرف مکان میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔ بلکہ دونوں ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے رمضان مہینہ مکہ مکرمہ میں گزارا تو رمضان اور مکہ میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ مکہ اس کے لئے ظرف مکان ہے اور رمضان اس کے لئے ظرف زمان ہے۔ اسی طرح میں یہ کہوں کہ میں بارہ بجے اپنے مدرسے جامعہ عثمانیہ میں تھا تو یہ دونوں باتیں بیک وقت صادق آتی ہیں۔ بارہ بجے میرے لئے ظرف زمان ہے اور جامعہ عثمانیہ میرے لئے ظرف مکان ہے۔ جو شخص زمان اور مکان میں تضاد سمجھتا ہے وہ کوڑھ مغز اور پرلے درجے کا کذاب ہے۔

عالم قبر و برزخ کے عذاب کو اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ قبر عذاب کے لئے ظرف مکان ہے اور برزخ اس کے لئے ظرف زمان ہے۔ یہ دونوں باتیں بیک وقت سچی ہیں کہ عذاب قبر میں ہو رہا ہے۔ برزخ میں ہو رہا ہے۔ قبر اور برزخ میں تضاد ثابت کرنا ''کاذبین'' کا کام ہے۔

<u>جھوٹ نمبر ۹</u>: کیا جسد مثالی کے قائلین کیپٹن کے ہم عقیدہ ہیں؟

بہت سے علمائے اسلام عالم قبر و برزخ میں جسد مثالی کی تجویز کے قائل ہیں اور کیپٹن کے چیلے نے ان سب علماء کو اپنا ہم عقیدہ سمجھ کر ان کی بہت سی عبارتیں پیش کر دی ہیں۔ حالانکہ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ جتنے علماء بھی قبر و برزخ میں جسد مثالی کی تجویز پیش کرتے ہیں، وہ سب کے سب قبر میں روح کے لوٹائے جانے کے قائل ہیں اور روح اور جسد کے تعلق کا مانتے ہیں۔ یہ علماء قبر کی کارروائی میں جسد عنصری کو شامل سمجھتے ہیں اور عقیدہ حیات النبی ﷺ پر

ان لوگوں کا پختہ ایمان ویقین ہے۔ لہٰذا کیپٹن کے چیلے کا صرف جسد مثالی کے لفظ کو دیکھ کر ان کو اپنا ہم نوا بنانا جھوٹ، جہالت اور دھوکے کا مرقع ہے۔ نیز علماء اسلام کے جسد مثالی اور کیپٹن کے جسد مثالی میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ علماء اسلام جو جسد مثالی تجویز کرتے ہیں وہ کسی میٹریل سے بنا ہوا نہیں بلکہ اس کی حیثیت عکس اور ظل کی سی ہے تو اس صورت میں روح کا اگر جسد اصلی عنصری سے تعلق قائم ہوگا تو جسد مثالی کچھ نہ کچھ کر سکے گا اور اگر روح کا جسد اصلی عنصری سے قطع تعلق کر دیا جائے تو وہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ گویا علماء اسلام کے نزدیک جسد مثالی جسد عنصری کا مرہون منت ہے۔ جب کہ کیپٹن اور اس کے چیلے جس جسد مثالی کے قائل ہیں وہ ایک مستقل جسد ہے۔ وہ کسی میٹریل سے تیار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ جب جسد مثالی کا قول کرتے ہیں تو جسد عنصری سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں بیک وقت دو جسدوں کے ساتھ تعلق ماننا پڑے گا اور یہ بہت مشکل ہے۔ ثابت ہوا کہ کیپٹن والوں کا جسد مثالی اور ہے اور علماء اسلام کا جسد مثالی اور ہے۔ لہٰذا جسد مثالی کے لفظ کو دیکھ کر علماء اسلام کو اپنا عقیدہ بنا لینا بہت بڑی دھوکہ بازی ہے۔

<u>جھوٹ نمبر ۱۰</u>: کیا کیپٹن کے چیلے نے ہمیں الزامی جواب دیا ہے؟

ممکن ہے کیپٹن کا چیلا یہ کہے کہ میں نے علماء اسلام کے حوالے بطور الزامی جواب کے پیش کئے ہیں تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ الزامی جواب تب درست ہوتا جب ہم اپنے علماء کی بات کو نہ مانتے۔ الحمدللہ! ہم اپنے اکابر کی سب باتوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارے اکابر نے فرمایا کہ قبر سے مراد صرف یہ گڑھا نہیں ہے بلکہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے یہ کہہ کر ہمارے اکابر نے قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کی ہے اور ایسا کہنے سے مدفن ارضی سمیت مردہ انسان کا ہر مقام قبر کے مفہوم میں داخل ہو جاتا ہے ہم اکابر کی اس بات پر ایمان ویقین رکھتے ہیں۔ اسی طرح جو علماء عالم قبر و برزخ میں جسد مثالی کی تجویز پیش کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ جسد عنصری اسی طرح جو علماء عالم قبر و برزخ میں جسد مثالی کی تجویز پیش کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ جسد عنصری سے روح کا تعلق مانتے ہیں۔ ان علماء سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ یہ سب حضرات ہمارے اکابر ہیں اور ان کی باتوں پر ہمارا یقین ہے۔ لہٰذا کہاں رہا الزامی جواب۔

ہمارا اختلاف تو ان لوگوں سے ہے جو لوگ قبر سے مراد برزخ کہہ کر خود اصلی اور حقیقی قبر کو قبر کے مفہوم سے خارج کر دیتے ہیں اور جو لوگ جسد مثالی کا قول کر کے جسد عنصری سے قطع تعلق کر دیتے ہیں۔ اگر کیپٹن کے چیلے میں ہمت ہے تو وہ ہمیں کسی اکابر کا ایک قول دکھا دے جس میں انہوں نے اصلی اور حقیقی قبر کو قبر کے مفہوم سے خارج کر دیا ہو یا جسد مثالی کا قول کر کے جسد عنصری سے ہر قسم کے تعلق کا انکار کر دیا ہو جب تک کیپٹن کا چیلا یہ نہیں دکھا سکتا تو الزامی جواب محقق نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا کیپٹن کے چیلے کا یہ الزام جواب نہیں بلکہ سفید جھوٹ ہے۔

اب بندہ عاجز ایسے لوگوں کی خدمت میں چند سوالات پیش کرتا ہے جو عالم قبر و برزخ کی کارروائی میں جسد مثالی کی تجویز کرتے ہیں اور جسد عنصری سے ہر قسم کے تعلق کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی جسد عنصری کو شامل تفتیش سمجھتے ہیں۔

<u>سوال نمبر ۱</u>: جسد مثالی کسے کہتے ہیں، اس کی جامع مانع تعریف کریں؟

<u>سوال نمبر ۲</u>: جسد مثالی جسد عنصری کا عکس اور ظل ہے یا کسی خمیر سے تیار ہوتا ہے؟

<u>سوال نمبر ۳</u>: اگر جسد مثالی جسد عنصری کا عکس اور ظل ہے تو یہ جسد عنصری کا محتاج اور مرہون منت ہوگا۔ جب تک جسد عنصری سے روح کا تعلق تسلیم نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک روح کا تعلق جسد مثالی سے قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اصل کے بغیر جسد مثالی کا تصور کرنا ناممکن ہے؟

سوال نمبر ۴: اگر جسد مثالی جسد عنصری کا عکس اور ظل نہیں ہے بلکہ کوئی مستقل جسم ہے تو بتائیں کہ یہ جسم مثالی کس خمیر سے بنا ہے اور کس میٹریل سے تیار ہوا ہے؟

سوال نمبر ۵: قرآن مجید میں جسد عنصری کی تخلیق کو اور تخلیقی مراحل کو تفصیل اور بسط سے بیان کیا گیا ہے۔ بتائیں کہ جسد مثالی کی تخلیق کو بھی اسی بسط اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے؟

سوال نمبر ۶: قرآن مجید میں یا حدیث متواتر میں جسد مثالی کا نام ملتا ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۷: جسد مثالی بصورت انسان ہوتا ہے یا بصورت حیوان؟

سوال نمبر ۸: اگر بصورت انسان ہوتا ہے تو اس کی شکل وصورت جسد عنصری جیسی ہوتی ہے یا اس سے مختلف؟ قرآن وحدیث سے مسئلے کو واضح کریں۔

سوال نمبر ۹: اگر جسد مثالی بشکل انسانی نہیں ہوتا تو اس کو مثالی کیسے کہتے ہیں۔ مثالی کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ جسد عنصری کے مثل ہو اگر وہ اس کی مثل نہیں تو مثالی کیسے؟

سوال نمبر ۱۰: اگر جسد مثالی بصورت حیوان ہے تو بتائیں کہ کس کس شخص کو کس کس قسم کا جسم مثالی عطاء کیا جاتا ہے؟

سوال نمبر ۱۱: نبی اور غیر نبی سب کے لئے جسد مثالی برابر ہوتا ہے یا انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے کوئی خصوصی شان کا جسم مثالی ہوتا ہے اگر کوئی فرق ہے تو دلائل سے واضح کریں۔ اگر کوئی فرق نہیں ہے تو بھی دلائل سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۲: اگر جسد مثالی بصورت حیوان ہوتا ہے تو بتائیں کہ یہ انسان کی تکریم و تعظیم ہوگی یا توہین وتذلیل؟

سوال نمبر ۱۳: اصلی جسد کے ہوتے ہوئے جسد مثالی کو تجویز کرنا اور اس کی تخلیق کرنا کس ضرورت اور کس مجبوری پر مبنی ہے؟

سوال نمبر ۱۴: روح کا جسد مثالی میں باقاعدہ دخول حلول ہوتا ہے یا روح تو باہر رہتی ہے لیکن اس کا تعلق جسد مثالی سے رہتا ہے؟

سوال نمبر ۱۵: اگر روح جسم مثالی میں باقاعدہ حلول کرتی ہے تو کیا یہ ایک تیسری حیات تصور نہ ہوگی جب کہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ دو حیاتیں ہیں؟

سوال نمبر ۱۶: کیا آپ کی یہ تیسری زندگی کی روح جسم مثالی میں عود کر آئے ''فیمسک التی قضی علیها الموت'' کے خلاف تو نہ ہوگی؟

سوال نمبر ۱۷: اگر روح جسم مثالی میں باقاعدہ حلول کرتی ہے تو بتائیں کہ یہ تناسخ تو نہ ہوگا؟

سوال نمبر ۱۸: تناسخ دین اسلام میں صحیح نظریہ ہے یا باطل؟

سوال نمبر ۱۹: نیکی اور برائی کرنے میں جسد عنصری روح کا شریک کار تھا اب جزاء وسزا کے لئے جسد مثالی نکل آیا۔ کیا یہ ظلم نہیں ہوگا؟

سوال نمبر ۲۰: دنیا کی جزاء وسزا میں جسد عنصری روح کے ساتھ شامل ہوتا ہے اور قیامت کے دن بھی جزاء وسزا میں یہ دنیا والا جسد عنصری شامل ہوگا تو کیا وجہ کہ عالم قبر و برزخ میں جسد عنصری کی نفی کر کے جسد مثالی کو جزا وسزا میں شامل کیا گیا۔ کیا آپ کے پاس اس پر کتاب وسنت کے دلائل میں اگر ہیں تو پیش کریں؟

سوال نمبر ۲۱: جسد عنصری اصلی کو چھوڑ کر جسد مثالی بنانے کی اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت درپیش ہے؟

سوال نمبر ۲۲: آپ کے نزدیک انسان کسے کہتے ہیں روح اور جسد عنصری کے مجموعہ کو یا روح اور جسد مثالی کے مجموعے کو یا صرف روح کو؟

سوال نمبر ۲۳: قرآن مجید میں جو فرمایا گیا: ''لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم'' اور ''بدء خلق الانسان من طین'' وغیرہ آیات میں کون سا انسان مراد ہے؟

سوال نمبر ۲۴: کیا آپ جسد عنصری کو انسان سمجھتے ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر ۲۵: اگر جسد عنصری انسان نہیں ہے تو پھر قیامت کے دن اس کا حشر ہوگا یا نہیں؟ اگر حشر ہوگا تو کیوں۔ جب کہ حشر تو انسانوں کا ہوتا ہے۔ اگر یہ انسان ہے تو عالم قبر و برزخ کی جزاء و سزاء میں اس کو کیوں فارغ کر دیا گیا؟

سوال نمبر ۲۶: اگر جسد عنصری انسان نہیں ہے تو معاد جسمانی کا کیا فائدہ؟

سوال نمبر ۲۷: اگر جسد عنصری انسان نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو انسان کیوں کہا ہے؟

سوال نمبر ۲۸: اگر جسد عنصری انسان نہیں ہے تو حشر اجساد کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟

سوال نمبر ۲۹: قیامت کے دن روح جسد مثالی سے نکل کر جسد عنصری کی طرف آئے گی؟

سوال نمبر ۳۰: اگر بروز قیامت جسد مثالی سے روح نکلے گی تو کیا یہ جسد مثالی کے لئے موت تصور کی جائے گی یا نہیں؟

سوال نمبر ۳۱: قیامت کے دن جسد مثالی سے روح کے نکالنے کے بعد اس کو میت کہنا درست ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۳۲: کیا جب جسد مثالی میت بن جائے گا تو اس پر احکام میت جاری ہوں گی یا نہیں؟

سوال نمبر ۳۳: جنت اور جہنم میں مثالی جسد جائیں گے یا عنصری؟

سوال نمبر ۳۴: صوفیائے کرام اور اسی طرح بعض دیگر علماء کرام بھی موت کے بعد جسد مثالی کو تجویز کرتے ہیں۔ لیکن وہ حضرات ساتھ ساتھ روح کا جسد عنصری سے تعلق مانتے ہیں۔ قبر میں اس کی طرف اعادہ کے قائل ہیں اور دونوں کی جزا و سزا کے قائل ہیں۔ حتیٰ کہ اسی تعلق کی وجہ سے میت کے سماع کے بھی قائل ہیں۔ اگر تم لوگ صوفیاء کی طرح ان سب امور کے قائل ہو تو پھر اپنا عقیدہ یوں تحریر کر کے جھگڑے کو ختم کرو۔ اگر قائل نہیں ہو تو خواہ مخواہ دھوکہ دینے کے لئے صوفیائے کرام کا نام کیوں استعمال کرتے ہو۔ جب کہ ان کا پورا مذہب قبول نہیں کرتے؟

سوال نمبر ۳۵: بتائیں کہ تمہارا جسد مثالی اور صوفیائے کرام کا جسد مثالی ایک چیز ہے یا دو مختلف چیزیں ہیں یا صرف لفظی مشارکت ہے؟

سوال نمبر ۳۶: حضور اکرم ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے اور بحیثیت نبی اللہ و رسول اللہ متعارف ہوئے تو اس وقت آپ جسد عنصری کے ساتھ تھے یا جسد مثالی کے ساتھ؟ آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے لئے شوہر اور بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے والد ٹھہرے تو اس وقت آپ کے ساتھ کون سا جسم تھا؟ آپ نے ہجرت کی، معراج کیا، غار و مزار میں گئے تو اس وقت کون سا جسم آپ کے ساتھ تھا اور آپ کو وفات کس جسم کے ساتھ آئی؟

سوال نمبر ۳۷: حضور اکرم ﷺ کئی جنگوں میں شریک ہوئے جنہیں غزوات کہتے ہی اور بعض غزوات میں آپ ﷺ زخمی ہوئے۔ بتائیں کہ یہاں کون سا جسم شامل حال تھا، جسم عنصری یا مثالی؟

سوال نمبر ۳۸: دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں آپ ﷺ نے کئی تکلیفیں اٹھائیں، مشقتیں جھلیں اور پتھر کھائے بتائیں کہ اس وقت کون سا جسد آپ کے شامل حال تھا؟

سوال نمبر ۳۹: حضور اکرم ﷺ کا جسم مبارک روح کے ساتھ وصف نبوت اور وصف رسالت سے موصوف ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۴۰: اگر آپ ﷺ کا جسد اطہر وصف نبوت اور وصف رسالت سے موصوف نہیں ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی وفات کے بعد یہ جملے کیوں استعمال کئے ہیں۔ ''غسل رسول اللہ، کفن رسول اللہ'' اور ''قبر رسول اللہ ﷺ''؟

سوال نمبر ۴۱: عام مومنین مسلمین کے اجساد عنصریہ وصف ایمان اور وصف اسلام سے موصوف ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر ۴۲: اگر نہیں ہیں تو یہ جنت میں کیسے جائیں گے۔ کیونکہ جنت میں تو مومنین مسلمین جائیں گے۔ اگر یہ اجساد عنصریہ ارواح کے ساتھ مومنین ومسلمین ہیں تو یہ عالم قبر وبرزخ کی جزا وسزا سے کیوں محروم ہیں؟

سوال نمبر ۴۳: اگر حضور اکرم ﷺ کا جسد اطہر روح اقدس کے ساتھ وصف نبوت اور وصف رسالت سے موصوف ہے تو یہ قبر وبرزخ کی حیات سے کیوں محروم ہے اور نعم جنت سے کیوں محروم ہے؟

سوال نمبر ۴۴: حضور اکرم ﷺ کے جسد اطہر کو نبی اللہ ورسول اللہ نہ سمجھنا اسلامی عقیدہ ہے یا کفریہ ہے؟

سوال نمبر ۴۵: اگر آپ ﷺ کے جسد اطہر کو وصف نبوت اور وصف رسالت سے موصوف نہ سمجھا جائے تو کیا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شرف صحابیت باطل تو نہ ہو جائے گا۔ کیونکہ صحابی تو وہ ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ایمان کے ساتھ زیارت کرے اور اس پر ثابت قدم رہے۔ جب کہ صحابہ نے جسد اطہر کو دیکھا اور اس میں موجود روح کو نہ دیکھا تو ان کا شرف صحابیت کیسے باقی رہ سکے گا؟

سوال نمبر ۴۶: سنی لوگ ہمیشہ سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب کی یہ امتیازی شان بیان کرتے چلے آرہے ہیں کہ شیخین کریمین آج تک حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ آپ کے حجرہ مبارک میں آرام فرما ہیں تو جب یہ کہا جائے کہ حجرہ مبارکہ میں مدفون شخصیت نہ نبی اللہ ہے نہ رسول اللہ تو شیخین کی کیا فضیلت باقی رہ جاتی ہے؟

سوال نمبر ۴۷: ایک طرف آپ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں اور ہم حیات برزخیہ کے قائل ہیں۔ دوسری طرف عقیدہ رکھتے ہو کہ آپ ﷺ کا جسد عنصری بغیر تعلق روح کے بے جان ہے۔ اب بتاؤ کہ آپ نے کامل نبی کی حیات کو مانا یا نامکمل نبی کی حیات کو مانا؟

سوال نمبر ۴۸: آپ کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے کوئی خصائص یا کمالات ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر ۴۹: اگر آپ کے نزدیک قبر نبی ﷺ کے کوئی فضائل ہیں تو بیان کرو؟

سوال نمبر ۵۰: زمین کے جس حصہ میں حضور اکرم ﷺ کا جسد عنصری مدفون ہے، اس کو قبر النبی ﷺ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۵۱: اگر آپ حضور اکرم ﷺ کی مزار اطہر کو قبر النبی ﷺ کہتے ہیں تو آپ نے اسے نبی اللہ تسلیم کر لیا۔ اب اسے حیات برزخیہ سے محروم کیوں سمجھتے ہو؟

سوال نمبر ۵۲: اور اگر اسے قبر النبی ﷺ نہیں سمجھتے ہو جب کہ ساری امت اسے قبر النبی ﷺ کہتی ہے تو کیا تمہارا عقیدہ اجماع امت کے مخالف تو نہ ہو گا؟

سوال نمبر ۵۳: ایک شخص عقیدہ رکھتا ہے کہ قیامت کے دن یہی جسد مثالی روح کے ساتھ جنت یا جہنم میں جائیں گے۔ آیا اس شخص کا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال نمبر ۵۴: ایک شخص عقیدہ رکھتا ہے کہ روح تو جسد مثالی میں ہوتی ہے۔ لیکن قبر کے ثواب عذاب کے لئے روح کا تعلق مدفون مردے سے بھی ہوتا آیا۔ یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال نمبر ۵۵: ایک شخص روح کو جسد مثالی میں داخل سمجھ کر جسم عنصری کے ساتھ ہر قسم کے تعلق کی نفی کرتا ہے۔ آیا اس شخص کا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال نمبر ۵۶: ایک شخص روح کو جسد مثالی میں مانتا ہے لیکن کہتا ہے کہ جسد عنصری سے تعلق کی نہ نفی کی جائے نہ اثبات بلکہ خاموشی اختیار کی جائے۔ آیا یہ نظریہ صحیح ہے یا فاسد؟

سوال نمبر ۵۷: ایک شخص کہتا ہے کہ جو لوگ قبر و برزخ میں روح کا تعلق جسد عنصری سے مانتے ہیں وہ لوگ قابل ملامت نہیں۔ آیا یہ شخص درست کہتا ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۵۸: جو لوگ کہتے ہیں کہ روح جسد مثالی میں ہے۔ لیکن جسد عنصری میں بغیر تعلق روح کے اتنی حیات اور ادراک پیدا کر دیا جاتا ہے جس سے مردہ انسان ثواب وعقاب کو محسوس کرتا ہے۔ آیا یہ شخص سچ کہتا ہے یا جھوٹ؟

سوال نمبر ۵۹: ایک شخص کہتا ہے روح جسد مثالی میں رہتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس کا تعلق مردہ مدفون سے بھی جوڑ دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ زائرین کے سلام کو سن لیتا ہے کہ یہ شخص صحیح کہتا ہے یا غلط؟

سوال نمبر ۶۰: آپ کے نزدیک جسد عنصری اور جسد مثالی دو الگ الگ حقیقتیں ہیں یا ایک چیز ہیں اور اعتباری فرق ہے۔ یعنی باعتبار عالم دنیا کے مثالی ہے اور باعتبار عالم برزخ کے عنصری ہے آپ کے نزدیک جو حق بات ہو اس کو واضح فرمائیں؟

سوال نمبر ۶۱: روح کا جسد مثالی میں داخل ہو کر حیات برزخی حاصل کرنا ادلہ اربعہ (قرآن وسنت، اجماع امت اور قیاس مجتہد) میں سے کس دلیل سے ثابت ہے؟

سوال نمبر ۶۲: کیا آپ نے حیات برزخیہ کو شب معراج پر تو قیاس نہیں کیا؟

سوال نمبر ۶۳: آپ کے پاس کوئی نص قطعی موجود ہے جس سے ثابت ہو کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام شب معراج میں جسد مثالی کے ساتھ آئے تھے؟

سوال نمبر ۶۴: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام شب معراج میں کس جسم کے ساتھ آئے تھے، عنصری کے ساتھ یا مثالی کے ساتھ؟ کیا یہ مسئلہ اتفاقی ہے یا اختلافی؟

سوال نمبر ۶۵: اگر یہ مسئلہ اختلافی ہے تو ظاہر ہے کہ اس بارے میں نص قطعی موجود نہیں۔ اگر نص قطعی ہوتی تو اس میں اختلاف نہ ہوتا۔ اب بتائیں بغیر نص قطعی کے آپ نے کیسے اس کا عقیدہ بنا لیا۔

سوال نمبر ۶۶: حضور اکرم ﷺ اس وقت حیات دنیوی کے ساتھ زندہ تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابھی تک وفات نہیں پائی تو کیا یہ انبیاء بھی جسد مثالی کے ساتھ آئے تھے؟

سوال نمبر ۶۷: کیا یہ بات قرین انصاف نہیں ہے کہ جس طرح حضور اکرم ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شب معراج میں اپنے جسد عنصری کے ساتھ تشریف لائے تھے، یہی حال دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا ہو؟

سوال نمبر ۶۸: بر سبیل تنزل اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام جسد مثالی کے ساتھ تشریف لائے تھے تو کیا آپ لوگ حیات برزخیہ کو اس پر قیاس کریں گے؟

سوال نمبر ۶۹: کیا عقیدہ قیاس سے ثابت ہوتا ہے؟

سوال نمبر ۷۰: آپ لوگ حیات برزخیہ کو شب معراج پر قیاس کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص حیات اخروی کو شب معراج پر قیاس کر کے یہ عقیدہ رکھے کہ آدمی قیامت کے دن جسد مثالی سے آئے گا تو بتائیں کہ یہ قیاس مقبول ہوگا یا مردود؟

سوال نمبر ۷۱: حضور اکرم ﷺ نے بعض انبیاء کرام علیہم السلام کے نام لئے۔ مثلاً آدم، ابراہیم، موسیٰ علیہم السلام وغیرہ وغیرہ! اب بتائیں کہ آدم، ابراہیم، موسیٰ علیہم السلام روح اور جسد عنصری کے مجموعہ کو کہتے ہیں یا روح اور جسد مثالی کے مجموعہ کو؟

سوال نمبر ۷۲: اگر آپ لوگ اپنے جسد مثالی کو حدیث طیور خضر سے ثابت کرتے ہیں تو بتائیں کہ سبز رنگ کے پرندے انسان کی مثل بن سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان انسان ہے اور پرند پرندہ ہے۔ انسان اور پرندے میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔ لہٰذا پرندہ کیسے مثالی جسم بن سکتا ہے؟

سوال نمبر ۷۳: حدیث طیور خضر کی تشریح علمائے اسلام یوں بیان فرماتے ہیں کہ سبز رنگ کے پرندے شہدائے کے اسلام کے لئے سواریاں ہیں۔ یعنی سبز رنگ کے پرندوں کی شکل کے طیارے انہیں عطاء کئے جاتے ہیں۔ جن میں وہ بیٹھ کر بشکل انسان جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں اور ادھر قبروں میں بھی موجود رہتے ہیں۔ جیسے چارپائی پر سویا ہوا شخص جب عالم خواب میں چلا جاتا ہے تو چارپائی پر موجود ہوتے ہوئے مختلف مقامات کی سیر کرتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح شہدائے اسلام اپنی اپنی قبور میں ہوتے ہوئے سبز رنگ کے طیاروں میں اللہ تعالیٰ کی جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں۔ ''وما ذلک علی اللہ بعزیز'' اب سوال یہ ہے کہ آپ کو علمائے اسلام کی یہ تشریح قابل قبول ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۷۴: آپ اگر حدیث ''نسمۃ المومن طائر'' الحدیث سے استدلال کرتے ہیں تو بتائیں کہ یہ حدیث خبر واحد ہے یا متواتر؟

سوال نمبر ۷۵: اگر متواتر ہے تو ثبوت پیش فرمائیں؟

سوال نمبر ۷۶: اگر یہ حدیث متواتر نہیں ہے بلکہ خبر واحد ہے تو تمہارے عقیدے کی بنیاد کیسے بن گئی؟

سوال نمبر ۷۷: حدیث مذکورہ بالا میں نسمۃ سے کیا مراد ہے۔ روح مجرد مراد ہے یا روح وجسد کا مجموعہ اگر مجموعہ مراد ہے تو کون سا جسد ہوگا۔ عنصری یا مثالی؟

سوال نمبر ۷۸: اہل جنت جنت میں انسانی شکل میں رہیں گے یا حیوانی شکل میں۔ یعنی انسان بن کر رہیں گے یا پرندے؟

سوال نمبر ۷۹: احکام شرعیہ کا مکلف اور قرآن وحدیث کا مخاطب روح انسان ہے یا مکمل انسان؟

سوال نمبر ۸۰: اگر مکمل انسان یعنی روح اور جسد کا مجموعہ مکلف اور مخاطب ہے تو کون سا جسد مراد ہے۔ جسد عنصری یا جسد مثالی آپ جو موقف رکھتے ہیں اسے نص قطعی یا حدیث متواتر سے ثابت فرمائیں؟

جھوٹ نمبر ۱۱: کیا بندہ عاجز دیوبندی ہونے سے پہلے بریلوی تھا؟

''الکذاب'' بندہ عاجز پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے: ''یہ تحریریں خواہ کسی تونسوی کی ہوں یا رشدی کی پڑھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ یہ ملا دیوبندی بننے سے پہلے یقیناً بریلوی رہے ہوں گے۔'' (حبل اللہ ص ۷۵)

قارئین کرام! کیپٹن کے چیلے نے بندہ عاجز پر سفید جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ بندہ عاجز نے علماء دیوبند کے ایک خادم کے گھرانہ میں آنکھ کھولی ہے۔ میری تعلیم تربیت علماء دیوبند نے ہی فرمائی ہے۔ بندہ عاجز ایک منٹ کے لئے بھی کبھی بریلوی نہیں رہا۔ لیکن ''کذاب'' نے مجھ پر جھوٹ بول دیا۔ ''لعنة اللہ علی الکاذبین''

جھوٹ نمبر ۱۲: سیاق وسباق کا لحاظ میں نے نہیں کیا یا کیپٹن نے؟

بندہ عاجز نے اپنی کتاب ''اسلام کے نام پر ہوئی پرستی'' میں لکھا ہے۔ کیپٹن مسعود الدین قرآن کا منکر تھا۔ قرآن مجید میں بندہ عاجز کی دانست کے مطابق چھ آیات ایسی ہیں جہاں فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایمان دار بندے اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن مسعود الدین عثمانی نے ان چھ آیات کے متعلق لکھ دیا کہ ہم ان کو صحیح نہیں سمجھتے ہیں۔ (۱) سورۃ النساء آیت: ۱۵۰، ۱۵۱، (۲) سورۃ النساء آیت ۱۵۲، (۳) سورۃ الحدید آیت: ۱۹، (۴) سورۃ الحدیث آیت: ۲۱، (۵) سورۃ آل عمران آیت: ۱۷۹، (۶) سورۃ النساء آیت ۱۷۱۔

کیپٹن نے ان سب آیات قرآنیہ کے بارے میں لکھ دیا کہ ہم اس کو صحیح نہیں سمجھتے تو بندہ عاجز نے لکھا کہ جو شخص اتنی آیات کو صحیح نہیں سمجھتا۔ یقیناً وہ کافر ہے۔ لیکن کیپٹن صاحب کا چیلا بندہ عاجز پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ''ملا تونسوی نے کیپٹن کی عبارت کو سیاق وسباق سے کاٹ دیا ہے۔''

حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ بندہ عاجز نے کیپٹن کی عبارت کو سیاق وسباق سے نہیں کاٹا بلکہ خود کیپٹن نے سیاق وسباق کا لحاظ نہیں کیا۔ چنانچہ شروع میں طویل بحث اطاعت و پیروی کی چلائی ہے۔ لیکن یکا یک ایمان کی بات شروع کر دی اور لکھ دیا کہ یہ لوگ ''آمنوا باللہ ورسلہ'' کی تلقین کرتے ہیں۔ لیکن ہم اسے صحیح نہیں سمجھتے۔ اب سوال یہ ہے کہ سیاق وسباق کا لحاظ میں نے نہیں کیا یا کیپٹن نے؟ کسی نے خوب کہا:

الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

کتنی بڑی ناانصافی کی بات ہے کہ سیاق وسباق کا لحاظ تمہارا گرو نہیں کرتا اور قصور میرے ذمہ لگاتے ہو۔ بہرحال بندہ عاجز نے کیپٹن صاحب کی عبارت کو سیاق وسباق سے نہیں کاٹا بلکہ پینترا تو اسی نے بدلہ ہے اور جھوٹ مجھ پر بول دیا۔ ''لعنة اللہ علی الکاذبین''

سوال نمبر ۸۱: جب کیپٹن اطاعت اور پیروی کی بات کرتا چلا آرہا تھا تو اسے لازم تھا کہ آیات بھی وہی لکھتا جن کا تعلق اطاعت سے ہے۔ بندہ عاجز کا سوال یہ ہے کہ کیپٹن نے موضوع کو چھوڑ کر ایمان کی آیت یعنی ''آمنوا باللہ ورسلہ'' کیوں لکھ دی؟

سوال نمبر ۸۲: اگر کیپٹن نے سیاق وسباق کا لحاظ نہ کرتے ہوئے آیات قرآنی لکھ کر پھر ان کو غیر صحیح کہہ کر کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا تھا تو آپ نے کیپٹن کے رسالہ سے کیوں حذف کر دیا؟

سوال نمبر ۸۳: جہاں تک تعلق ہے آپ کے اس خدشہ کا کہ کیپٹن کے ساتھ وہی کچھ کیا گیا جیسا کہ ''لا تقربوا الصلوٰۃ'' کے ساتھ کیا گیا ہے وہ خدشہ تو اس موجودہ عبارت میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا تمام عبارت کو تبدیل کرنا بھی فضول ہے تو ایک فضول حرکت کرنے سے آپ کو کیا فائدہ؟ بہرحال ہمارا سوال اب بھی قائم ہے کہ تم نے ''آمنوا باللہ ورسلہ'' کو تبدیل کیوں کیا؟

جھوٹ نمبر ۱۳: کیپٹن کے چیلوں نے اپنے گرو کی اصل عبارت کو اڑا کر اس کی جگہ وہ عبارت لکھی ہے وہ یہ ہے۔ لیکن ہمارے یہ بھائی اپنی دعوت میں اللہ کی بندگی اور انبیاء علیہم السلام کی پیروی اختیار کرنے کا بلاوا دیتے ہیں۔ اس طرح سے ان کے اتباع سنت کے تصور میں کہیں زیادہ وسعت ہے۔ بلکہ ''اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول'' کے تحت ہم اللہ کے آخری رسول ﷺ کی اطاعت ہی تو درست سمجھتے ہیں۔ دعوت اللہ جدید ترمیم شدہ!

قارئین کرام! کیپٹن کے پیروکاروں نے کیپٹن کی کفریہ عبارت کو حذف کر کے جو عبارت اس کی جگہ درج کی ہے وہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ کیونکہ اس کے نام لیواؤں میں سے کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو یہ کہتا ہو کہ حضور اکرم ﷺ کے علاوہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی پیروی کی جائے۔ پس یہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے جو ان کے قلم سے سرزد ہوا اور قیامت تک یہ لوگ اپنے اس جھوٹ کو سچا ثابت نہیں کر سکتے۔

جھوٹ نمبر ۱۴: ''الکذاب'' نے کیپٹن کی جو عبارت تبدیل کر دی ہے، اس کے جواب کے لئے یہ دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''جہاں تک اس کے جواز کا تعلق ہے تو ڈاکٹر صاحب نے کبھی اپنی تحریروں کی اشاعت پر کوئی پابندی نہیں لگائی جس کا اعلان ہم اپنے ہر کتابچے کی آخری سطر میں کر دیتے ہیں۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کی دعوت قرآن وحدیث کی دعوت تھی۔ اس لئے کبھی کوئی حقوق محفوظ نہیں کرائے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی تحریروں کو لوگوں نے اپنے نام سے چھپا کر انٹرنیٹ پر پیش کیا۔ اس دعوت حق میں ہم ڈاکٹر صاحب کے ہم دم وہم قدم رہے اور ان کی وفات کے بعد ان کی تحریک کے امین ہونے کی حیثیت سے اسے لے کر چل رہے ہیں۔ اس لئے بقدر ضرورت تصریف کا حق رکھتے ہیں۔'' (حبل اللہ ص ۷۶)

دیکھئے الکذاب کتنا بڑا جھوٹ بول رہا ہے۔ کیپٹن صاحب نے اپنی تحریروں پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی اور نہ ہی حقوق محفوظ کئے۔ لیکن اس سے کیپٹن کی تحریروں میں تصرف وتحریف کا حق کیسے ثابت ہوا۔ الکذاب نے کیپٹن کی تحریروں میں تصریف اور تحریف ہے۔ جب کہ کیپٹن نے اپنی تحریروں کی اشاعت کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا اشاعت کی اجازت سے تصریف اور تحریف کا حق ثابت نہیں ہوتا۔ یہ الکذاب کا سفید جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین!

جھوٹ نمبر ۱۵: ''الکذاب'' کیپٹن کی کتاب ''عذاب برزخ'' کے حوالہ سے لکھتا ہے: ''مگر افسوس کہ آج دنیا والوں کی اکثریت نے اسی دنیا کی زمین کے ایک خطے کو وہ قبر ماننا شروع کر دیا ہے، جہاں سوال وجواب کے لئے ہر مرنے والے کو اٹھا کر بیٹھایا جاتا ہے۔ پھر قیامت تک اس کے ساتھ عذاب یا راحت کا معاملہ ہوتا رہتا ہے۔'' (حبل اللہ ص ۷۶)

اس عبارت میں کیپٹن قبر کا انکار کر رہا ہے۔ لیکن الکذاب جھوٹ بولتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مردے کے مدفن کو قبر کہنے سے کسی کو اختلاف نہیں۔'' (حبل اللہ ص ۷۶)

سوال نمبر ۸۴: ''الکذاب'' نے لکھا ہے: ''ہم کیپٹن کی تحریک کے امین ہونے کی حیثیت سے اسے لے کر چل رہے ہیں۔ اس لئے بقدر ضرورت تصریف کا حق رکھتے ہیں۔''

اب سوال یہ ہے کہ اگر تم کیپٹن کی تحریف کے ''امین'' ہو تو تم نے کیپٹن کی تحریروں میں تحریف کیوں کی ہے۔ کیا جو شخص اپنے روحانی باپ کی باتوں میں تصریف اور تحریف کرے تو کیا وہ امین کہلانے کا حق دار ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۶: ''الکذاب'' لکھا ہے: ''ڈاکٹر صاحب کے نزدیک جسد عنصری کا مدفن قبر نہیں بلکہ روح کے مقام قیام کا نام قبر ہے۔''

اور چند سطر آگے لکھ رہا ہے کہ: ''ڈاکٹر صاحب کی مذکورہ تحریر میں کہیں بھی نفس قبر کا انکار نہیں مردے کے مدفن کو قبر کہنے سے کسی کو انکار نہیں۔'' (حبل اللہ ص ۷۶)

یہاں ''الکذاب'' نے دو متضاد باتیں کہہ دی ہیں۔ ایک جگہ کہا ہے کہ جسد عنصری کا مدفن قبر نہیں اور دوسری جگہ لکھ دیا ہے کہ مردے کے مدفن کو ''قبر'' کہنے سے کسی کو انکار ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ دونوں باتیں بیک وقت سچی نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا یقیناً ایک سچ ہے اور دوسرا جھوٹ۔

جھوٹ نمبر ۱۷: ''الکذاب'' جھوٹ بولتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ڈاکٹر صاحب پر ان آیات کے انکار کرنے کا الزام لگاتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب اس خطہ زمین کو قبر نہیں کہتے۔ جس میں مرنے کے بعد انسان کا ٹھکانہ بنتا ہے بلکہ آسمان وغیرہ ہے۔ اس موقع پر ہم کچھ کہنے کے بجائے ملا تونسوی اور ان کے حواریوں کو توجہ ان کے اپنے اکابرین کے مذکورہ صدر اقوال کی طرف مبذول کرائیں گے۔ جن میں مردے کے قیام کے لئے اس دنیاوی قبر کے علاوہ کوئی اور ہی مقام بنایا گیا ہے۔ پڑھئے اور فیصلہ کیجئے کہ ''من الکذاب الاشر'' (حبل اللہ ص ۸۰)

پہلی گزارش تو یہ ہے کہ بندہ عاجز نے جن آیات بنیات سے ثابت کیا ہے کہ مدفن ارضی ہر مردہ انسان کا ٹھکانہ ہے تو الکذاب کے پاس ان دلائل کا کوئی جواب نہ تھا۔ پس مجبور ہو کر بندہ عاجز کے اکابر علماء کی عبارات کا سہارا لینے کی کوشش کی۔ لیکن بے سود۔ کیونکہ ہمارے کسی بزرگ اور عالم نے مدفن ارضی کے علاوہ کسی اور مقام کو قبر نہیں کہا بلکہ تمام علماء اسلام مدفن ارضی سمیت مردہ انسان کی ہر جگہ کو قبر کہتے ہیں۔ البتہ فرماتے ہیں کہ مدفن ارضی حقیقی قبر ہے اور دوسرے مقامات مجازی قبر ہیں۔ بہر حال ہمارے اکابر مردہ انسان کے ٹھکانے کو قبر کہتے ہیں۔ لیکن الکذاب اکابر پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہیں: ''جن میں مردے کے قیام کے لئے اس دنیاوی قبر کے علاوہ کوئی اور ہی مقام بتایا گیا ہے۔''

ہمارے اکابر پر یہ سفید جھوٹ ہے۔ تمام علماء اسلام مدفن ارضی سمیت مردہ انسان کے ہر ٹھکانے کو قبر کہتے ہیں۔ مدفن ارضی کے قبر ہونے کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ البتہ کاذبین کی سمجھ کا قصور ہے۔ یہ لوگ اکابر کی باتیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس کا نتیجہ ہے کہ اکابر کی باتوں کو اپنی تائید میں پیش کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ کوئی عالم دین نہ ان کے ہم عقیدہ ہے اور نہ ان کے ہم خیال۔ البتہ ان کے سوء فہمی کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ ہدایت دینا اللہ کا کام ہے۔ ''ومن یضللہ فلا ھادی لہ''

جھوٹ نمبر ۱۸: بندہ عاجز نے اپنی کتاب ''اسلام کے نام پر ہوئی پرستی'' میں یہ بات کھول کھول کر بیان کی ہے کہ قانون اور قدرت کے درمیان کوئی ایسا تضاد نہیں ہے بلکہ بہت سے مواقع ایسے ہیں جہاں قانون خداوندی اور قدرت خداوندی کا حسین امتزاج ہوتا ہے۔ مثلاً مرد اور عورت کے ملاپ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ قانون

خداوندی کے تحت بھی ہے اور قدرت باری تعالیٰ کا مظہر اتم بھی ہے تو یہاں قانون اور قدرت دونوں جمع ہو رہے ہیں۔ اسی طرح گائے اور بھینس کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ جو دودھ بناتے ہیں تو وہ قانون خداوندی اور قدرت باری تعالیٰ کا حسین امتزاج ہے۔ بعینہٖ قبر میں مردہ انسان کو جزاء وسزا دینا بھی قانون وقدرت کا حسین امتزاج ہے۔ لیکن کاذبین کی سمجھ اتنی قاصر ہے کہ اتنی موٹی سی بات کو نہیں سمجھ سکتے۔ چنانچہ جھوٹ بولتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ملاجی سے ہم مؤدبانہ عرض کرتے ہیں کہ قدرت اور قانون دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔'' (حبل اللہ ص ۸۰)

یقین جانئے! الکذاب کا یہ سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ ہر جگہ قدرت اور قانون میں تضاد نہیں ہوتا بلکہ بعض مقامات پر یہ دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں۔ دلائل ہم نے پیش کر دیئے ہیں۔ ان میں غور فرمائیں تاکہ جھوٹوں کا جھوٹ آپ کے سامنے واضح ہو جائے۔

دو چیزوں کو ایک نام سے یاد کرنا **تغلیب** ہے یا تغلب؟

بندہ عاجز نے اپنی کتاب ''اسلام کے نام پر ہوئی پرستی'' میں لکھا کہ قرآن وحدیث میں ہزاروں جگہ لفظ قبر استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ قبر سے مراد دفن ارضی ہے۔ کسی ایک جگہ پر بھی قبر سے مراد روح کی قبر نہیں لی گئی۔ البتہ کیپٹن کو بخاری شریف کی ایک حدیث شریف میں ناخن اڑانے کی گنجائش مل گئی تو جھٹ اسے اپنی دلیل بنالیا۔ حالانکہ وہ ایک حدیث بھی کیپٹن کی دلیل نہیں ہے۔ پہلے آپ وہ حدیث سنئے۔ پھر اس کے جھوٹ کو واضح کیا جائے گا۔ حدیث یہ ہے کہ: ''حضور اکرم ﷺ کا گزر ایک یہودی کے جنازہ پر ہوا جس پر اس کے اہل وعیال رو رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس پر رو رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔'' کیپٹن کا طرز استدلال یہ ہے کہ چونکہ وہ یہودی میت ابھی تک دفن نہیں ہوئی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے تو معلوم ہوا کہ قبر مدفن ارضی کے علاوہ کسی اور جگہ کا نام ہے۔

تو بندہ عاجز نے کیپٹن کے استدلال کے سات جوابات دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک جواب یہ تھا کہ قبر سے باہر والی کارروائی کو ''**تغلیباً**'' عذاب قبر کہا گیا ہے۔ کیونکہ عذاب کا اکثر حصہ قبر میں دیا جاتا ہے اور یہ **تغلیب** قرآن مجید میں بھی استعمال ہوئی ہے۔ جیسے والدین ماں باپ کو کہا جاتا ہے۔ حالانکہ بچے کو جننے والی ماں ہوتی ہے۔ باپ تو جننے والا نہیں ہے۔ لیکن **تغلیباً** ماں باپ دونوں کو والدین کہا جاتا ہے۔ اسی طرح چاند اور سورج کو **تغلیباً شمسین** یا قمرین کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ظہر اور عصر کو عصرین کہا جاتا ہے۔ مغرب اور عشاء کو عشائین کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو **تغلیباً** حسنین کریمین کہا جاتا ہے۔ الغرض **تغلیب** ایک علمی اصطلاح ہے جو قرآن وحدیث اور عربی زبان میں بکثرت استعمال ہوئی ہے۔ لیکن الکذاب نے اس علمی اصطلاح کا انکار کرتے ہوئے اسے ''**تغلب**'' قرار دیا ہے جو ایک سفید جھوٹ ہے۔ باقی ہر آدمی مرنے کے بعد عالم قبر و برزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ''فی قبرھا'' کے لفظ بھی درست ہیں۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ الکذاب نے مسلم شریف کے حوالہ سے جو الفاظ نقل کئے ہیں وہ یہ ہیں: ''انما مرت علی رسول اللہ ﷺ جنازۃ یھودی وھم یبکون علیہ فقال انتم تبکون وانہ لیعذب'' اس روایت میں ''فی قبرھا'' کا لفظ ہی نہیں ہے تو کیپٹن کا استدلال خود بخود باطل ہو گیا۔

جس حدیث سے استدلال اس کا انکار

کیپٹن کے چیلے الکذاب نے اپنے مضمون میں کئی بار اس بات کو دہرایا کہ حضور اکرم ﷺ کا گزر یہودی

لاش پر ہوا اور حضور اکرم ﷺ نے اسی مردہ لاش کے بارے میں فرمایا کہ اسی کو عذاب ہو رہا ہے۔ لیکن کیپٹن اور ان کے پیروکاروں کا عقیدہ کہ مردہ لاش کو عذاب ہوتا ہی نہیں تو جب اس حدیث پر ان کا ایمان ہی نہیں ہے تو اس سے استدلال کیسے درست ہوگا؟

سوال نمبر ۸۵: اگر کیپٹن اس حدیث سے استدلال کرتا ہے کہ قبر یہ مدفن ارضی نہیں ہے بلکہ کوئی اور مقام ہے تو ہمیں بتایا جائے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہو کہ قبر سے مراد روح کی قبر ہے۔ اگر حدیث میں یہ بات نہیں ہے تو ہمیں بتایا جائے کہ کہیں قرآن شریف میں اللہ نے فرمایا ہے کہ قبر سے مراد روح کی قبر ہے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے کہیں نہیں فرمایا کہ روح کی بھی قبر ہوتی ہے تو کیپٹن کو کیا حق ہے کہ وہ خواہش نفس سے یہ کہتا ہے کہ قبر سے مراد روح کی قبر ہے۔ کیپٹن کو کیا حق ہے کہ وہ قرآن وحدیث میں اپنی رائے کو دخل دے۔

جھوٹ نمبر ۱۹: ''الکذاب'' جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے: ''مگر عذاب یا راحت تو ہر ایک کے لئے ہے جس کے لئے عالم برزخ میں ایک مقام عطاء ہوتا ہے۔ جہاں ایک دوسرا جسم بھی دیا جاتا ہے جو وہاں عذاب وراحت کو محسوس کرتا ہے اور ایسا کہنا قرآن کا انکار نہیں بلکہ قرآن کی تعلیمات کا اثبات ہے۔'' (حبل اللہ ص ۷۶)

''الکذاب'' کا یہ سفید جھوٹ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی تعلیم نہیں دی کہ مرنے والے کو عالم قبر و برزخ میں کوئی دوسرا جسم عطاء کیا جاتا ہے اگر کسی آیت میں ایسی تعلیم موجود ہے تو وہ پیش کریں۔ قیامت تک یہ لوگ کوئی ایسی آیت پیش نہیں کر سکتے جس میں کسی دوسرے جسم کا ذکر ہو۔

جھوٹ نمبر ۲۰: ''الکذاب'' جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے: ''چونکہ ہمارا مسلک قرآن وحدیث کی پیروی کرنا ہے اس لئے عقائد بھی ہم نے وہی اختیار کئے ہیں جو انہی سے ثابت ہیں۔'' (حبل اللہ ص ۷۶)

''الکذاب'' کا یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ ان کا کوئی نیا عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہے بلکہ ان کے نئے عقائد ان کی خواہش نفسانیہ کی ایجاد ہیں۔ خانہ زاد عقائد کو قرآن وحدیث کہنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۱: ''الکذاب'' جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے: ''دلچسپ بات تو یہ ہے کہ جن عقائد کو ''نیا عقیدہ'' گردان کو ہم پر طنز کیا جا رہا ہے وہ تو خود ان کے اکابرین کے بھی عقائد رہے ہیں۔'' (حبل اللہ ص ۷۶)

ہمارے اکابر پر یہ سفید جھوٹ ہے۔ علماء اہل سنت دیوبند میں سے کوئی ایک عالم بھی ایسا نہیں ہے جو ان کے نئے عقائد کی تائید کرتا ہو۔ کیونکہ سب علماء اہل سنت اسی ارضی مدفن کو قبر کہتے ہیں۔ اسی میں اعادہ روح کے قائل ہیں۔ وہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے قائل ہیں اور سماع موتی فی الجملہ کے بھی قائل ہیں۔ جن کتابوں میں ''الکذاب'' اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے ادھوری عبارتیں پیش کر رہا ہے اور اصل حقائق کو چھپا رہا ہے۔ ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین''

علماء اسلام کی نا تمام عبارات کا سہارا اور اس کی حقیقت

کیپٹن کا چیلا ''الکذاب'' بار بار علمائے اسلام کی ادھوری اور نا تمام عبارات پیش کر کے سادہ لوح عوام کو یہ باور کرا رہا ہے کہ یہ سب حضرات ہمارے ہم عقیدہ ہیں اور ہماری تائید کرنے والے ہیں۔ حالانکہ ان کا یہ دعویٰ خلاف حقیقت ہے۔ کیونکہ علمائے اسلام میں سے کوئی عالم دین ایسا نہیں ہے۔ جو ان کے ہم عقیدہ اور ہم خیال ہو۔ بندہ عاجز نے اس بات کی تو پوری پوری وضاحت کر دی ہے۔ امید ہے کہ یہ دھوکہ باز کسی سادہ لوح انسان کو دھوکہ میں

مبتلاء نہ کر سکیں گے۔ البتہ اکابر کے دامن میں پناہ لینے کی حقیقت بھی آپ کے سامنے واضح کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کی بیوی بہت بڑی زبان دراز تھی اور زبان درازی کیا کرتی تھی۔ اتفاق سے ایک دن خاوند کو غصہ آ گیا اور اس نے ڈنڈا اٹھایا اور بیوی کی پٹائی شروع کر دی۔ جب عورت کے سر پر ڈنڈے پڑے تو بھاگی خاوند کے باپ دادے کے دامن میں پناہ لینے کے لئے مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ تو خاوند کہنے لگا: ''اری کم بخت! تو نے میرے اس سارے خاندان کو گالیاں دی ہیں اور زبان درازی کی ہے اور اسی زبان درازی کی سزا مل رہی ہے۔ لہٰذا تجھے ان کے دامن میں پناہ نہیں ملے گی اور نہ ہی تجھے حق بنتا ہے کہ ایسے لوگوں کی پناہ لے جن کو تو نے گالیاں دی ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح یہ کیپٹن اور اس کے چیلے ہمارے اکابر علمائے اسلام پر فتویٰ بازی کرتے ہیں اور ان کو برا بھلا کہتے ہیں اور جب ہماری طرف سے ان پر دلائل کے ڈنڈے پڑتے ہیں تو دوڑ کر انہی بزرگوں کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سہارا لیتے ہیں اور کبھی نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اور کبھی نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وغیرہ وغیرہ!''

الغرض ان ظالموں کو ہمارے اکابر کے دامن میں کوئی پناہ نہیں ملے گی اور نہ ہی ان کو اکابر کے دامن میں پناہ لینے کا حق ہے۔ ان کو چاہئے کہ ہمارے سامنے بیٹھیں اور دلائل کے ڈنڈے کھائیں اکابر علماء اسلام کے بجائے کوئی اور جائے پناہ تلاش کریں۔ لیکن الحمد للہ! ایسے زبان دراز جھوٹوں کو نہ کہیں پناہ ملے گی اور نہ ہی چھپنے کی جگہ نہ قرآن وحدیث میں نہ ہی اکابر کی باتوں میں۔ کیونکہ ان لوگوں نے خواہش نفسانی سے اپنا عقیدہ گھڑا ہے اور خواہش نفس کا نام قرآن وحدیث اور توحید رکھ دیا ہے۔ ''افریت من اتخذ الھہ ھوہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ افلاتذکرون''

الکذاب کا غلط ترجمہ: ''الکذاب'' نے موضوعات کبیر کا غلط ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے:
''موضوعات کبیر یعنی بڑی گھڑی ہوئی روایات میں بیان کیا ہے۔'' (حبل اللہ ص ۸۲)

قارئین کرام! موضوعات کبیر کا یہ معنی نہیں ہے جو الکذاب نے بیان کیا ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ بڑی کتاب جو موضوعات پر لکھی گئی ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۲: بندہ عاجز نے اپنی کتاب ''اسلام کے نام پر ہویٰ پرستی'' میں یہ اصول لکھا ہے کہ جس حدیث کو تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہو جائے جس حدیث سے کوئی فقیہ استدلال کرے اور حدیث مختلف سندوں سے مروی ہو تو وہ حدیث مقبول کے درجہ میں شمار ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہی کیوں نہ ہو تو ''الکذاب'' اس اصول کی تردید کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''اصول حدیث پر ابن حجر کی نخبۃ الفکر محمود الطحان کے مصطلح الحدیث صبحی صالحی کی علوم الحدیث وغیرہ کئی کتابیں دیکھیں مگر ملا تونسوی کا تلقی بالقبول والا انوکھا اصول کہیں نہیں مل سکا۔'' (حبل اللہ ص ۸۲)

حالانکہ تلقی بالقبول کا اصول صحیح ہے اور اصول حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ دیکھئے (تدریب الراوی ص ۲۵) احکام القرآن للجصاص وغیرہ جو اصول کتابوں میں موجود ہے۔ اس کے بارے میں کہنا کہ کسی کتاب میں نہیں ہے۔ سفید جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین!

جھوٹ نمبر ۲۳: ''الکذاب'' لکھتا ہے: ''ملا تونسوی نے بیسیوں مقامات پر اپنے مسلکی مولویوں کے اقوال ومواقف کو پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ علماء اسلام یہ فرماتے ہیں۔ جس سے ان کی مراد دیوبندی علماء ہوتے ہیں۔'' (حبل اللہ ص ۸۲)

یقین جانئے الکذاب کا یہ سفید جھوٹ ہے۔ بندہ عاجز کی مراد علماء اسلام سے تمام علماء اسلام ہیں جو اہل السنۃ والجماعۃ سے وابستہ ہیں۔خواہ وہ علمائے دیوبند ہوں یا ان سے پہلے الغرض بندہ عاجز تمام اہل السنت کے علماء کو علماء اسلام کہتا ہے۔

الکذاب کا کتمان حق: ''الکذاب'' نے اپنے مضمون میں لکھا ہے: ''لطیفہ یہ ہے کہ مخالفین حق کی ایک نشانی حدیث کی رو سے انہوں نے سر منڈوانا بھی بیان کیا ہے جو بکثرت انہی میں پائی جاتی ہے۔'' (حبل اللہ ص ۸۲)

حالانکہ بندہ عاجز نے فائدہ میں اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا دیا ہے: ''(ف) ان حدیثوں میں خارجیوں کی علامت سر منڈانا بتایا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس وقت اس فتنہ کا بانی سر منڈا تھا جب کہ عرب میں عام رواج بال رکھنے کا تھا۔لہٰذا ان روایات سے سر منڈانے کی مذمت اخذ کرنا یا ہر سر منڈے کو خارجی سمجھ لینا درست نہیں ہے۔ کیونکہ سر منڈانا خصوصاً حج کے موقع پر دین اسلام کی علامات میں سے ہے۔ دیکھئے قرآن مجید کی تلاوت بھی ان لوگوں کی علامات میں بیان کی گئی ہے۔لیکن تلاوت کو برا نہیں سمجھا جائے گا۔'' (اسلام کے نام پر ہوئی پرستی ص ۶۳)

حقائق کو چھپا کر ادھوری بات نقل کرنا کتمان حق کہلاتا ہے۔

الکذاب کی کج فہمی: بندہ عاجز نے اپنی کتاب ''اسلام کے نام پر ہوئی پرستی'' میں لکھا ہے: ''معمولی اختلافات کے باوجود یہ سب اہل حق اور اہل سنت ہیں۔''

بندہ عاجز کی اس بات پر ''الکذاب'' بہت سیخ پا ہوا اور بڑی طویل لفاظی کی جس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ائمہ کرام کے اجتہادی اختلافات کو منصوص من اللہ احکامات پر قیاس کر لیا۔ حالانکہ اجتہادی مسائل میں اختلاف منصوص من اللہ احکامات جیسا ہرگز نہیں ہوتا۔ اجتہاد کا اختلاف تو خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی موجود تھا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اختلافات کو صحیح اور برحق قرار دیا۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو قبیلہ بنی قریظہ کی طرف بھیجا اور ارشاد فرمایا: ''لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظة'' یعنی تم میں سے کوئی ایک شخص ہرگز عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ میں اور جب یہ حضرات روانہ ہوئے تو وہاں پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز کا وقت آ گیا۔ چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ مطلب لیتے ہوئے عصر کی نماز راستہ میں پڑھ لی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جلدی جلدی روانہ ہو جاؤ اور عصر کی نماز وہاں جا کر ادا کرو۔

جب کہ بعض دوسرے صحابہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری الفاظ کو مد نظر رکھتے ہوئے عصر کی نماز وقت ہو جانے کے باوجود راستہ میں ادا نہ کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان دونوں جماعتوں کا حال بیان کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر نکیر نہ فرمائی بلکہ دونوں حضرات کے اجتہاد کی تائید فرما دی تو معلوم ہوا کہ اجتہادی مسائل میں اختلاف مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔ کسی ایک جانب کو حق قرار دے کر دوسرے کو غلط کہنا خود غلط ہے۔لیکن افسوس کہ کیپٹن کے کج فہم چیلے نے اجتہادی مسائل کو منصوص قرار دے کر بات کا بتنگڑ بنا دیا ہے۔

سخن شناس نہی دلبر خطا ایں جا است

ابوداؤد، نسائی، دارمی اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے مبارک دور میں دو آدمی سفر پر تھے اور نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے تیمم کر کے نماز ادا کی تھوڑی دیر چلے۔ ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ ان کو پانی مل گیا۔ ایک صاحب نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی اور دوسرے صاحب نے کہا کہ میں نے اللہ کے حکم کے مطابق نماز ادا کر دی ہے۔ لہٰذا مجھے دہرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان دونوں حضرات کا حال اللہ کے نبی ﷺ کو معلوم ہوا۔ آپ نے دونوں کی تصویب فرمائی اور کسی ایک کو غلط اور ناحق قرار نہ دیا تو معلوم ہوا کہ بعض اختلافات ایسے ہیں۔ جہاں دونوں جانب حق ہوتی ہیں اور کسی ایک جانب کو لے کر دوسری جانب کو غلط قرار دینا خود غلط ہے۔

نیز (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۹۲) پر حضور اکرم ﷺ کا ارشاد موجود ہے کہ جب کوئی مجتہد اجتہاد کرتا ہے۔ پس اگر صواب کو پہنچ جائے تو اس کو دہرا ثواب ہو گا اور اگر خطا کر جائے تو ایک اجر اس کو بھی ملے گا۔

اب فرمایئے جناب کیپٹن کے چیلے کہ اللہ کے نبی ﷺ تو اجتہادی مسائل میں ہر حال میں مجتہد کو اجر وثواب کا مستحق قرار دیتے ہیں۔ جب کہ کیپٹن کا چیلا ایسے مسائل میں ایک جانب کو لے کر دوسری جانب کو نامعلوم کیا کچھ کہہ رہا ہے۔ یہ بنیادی طور پر کیپٹن کے چیلے کی کج فہمی جس میں خود بھی مبتلا ہے اور دوسری کو بھی مبتلا کر رہا ہے۔

''اعاذنا اللہ من سوء الفھم فی الدین و الدنیا''

<u>سوال نمبر ۸۶</u>: جہاں احادیث میں اختلاف ہے۔ وہاں کیپٹن کا چیلا کیا کرے گا۔ مثلاً ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے گوشت کھایا اور وضو کیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے گوشت کھایا اور وضو نہ کیا؟

<u>سوال نمبر ۸۷</u>: قرآن مجید کی سات قرائتیں ہیں اور ہر قرأت دوسری قرأت سے مختلف ہے۔ کیا کیپٹن کا چیلا قرأت کے اختلاف کو اختلاف مذموم پر محمول کرے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ قرأت کا اختلاف احادیث کا اختلاف صحابہ کا اختلاف اور ائمہ مجتہدین کا اختلاف قطعاً مذموم نہیں ہے بلکہ یہ تو محمود ہے۔ لیکن افسوس کہ کیپٹن کے چیلوں کو یہ حق بات ہضم نہیں ہو رہی ہے بلکہ اختلاف محمود کو مذموم قرار دے کر اس پر برس رہے ہیں اور قسم قسم کی گل افشانیاں کر رہے ہیں۔

کیپٹن کا چیلا لفظ ''قروٗ'' کا ترجمہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گیا۔ کیپٹن کے چیلا نے قرآن مجید کی آیت لکھی:

''والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء (البقرۃ:۲۲۸)''

اس آیت کا ترجمہ یوں کیا۔ ''طلاق والیاں خود کو (نکاح ثانی سے) تین قروء تک روکے رکھیں۔'' اب سوال یہ ہے کہ الکذاب نے لفظ قروء کا ترجمہ کیوں نہ کیا اور کون جانے کہ قروء سے کیا مراد ہے؟ لیکن یہ شخص لفظ قروء کا ترجمہ اس لئے چھوڑ دیا کہ احناف کے نزدیک قروء کا معنیٰ ''حیض'' ہے۔ یعنی مطلقہ عورتوں کی عدت تین حیض ہیں اور شوافع کے نزدیک قروء کا معنیٰ ''طہر'' ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک مطلقہ عورتوں کی عدت تین طہر ہے۔ لیکن ''الکذاب'' نے ان دونوں معنوں کو مسلک پرستوں کا معنیٰ قرار دے کر غلط قرار دے دیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ جب حنفیوں اور شافعیوں کا معنیٰ تو غلط ہے۔ لیکن لفظ قروء کا صحیح معنیٰ کیا ہے؟ جب کہ لغت میں قروء کے دو ہی معنیٰ ہیں۔ حیض اور طہر اور کوئی تیسرا معنیٰ نہ ہے تو مجبور ہو کر الکذاب نے قروء کا معنیٰ کرنا ہی چھوڑ دیا۔ لیکن سوال تو اب بھی قائم ہے کہ قروء کا کیا معنیٰ ہے جس کا جواب کیپٹن کے چیلے کے ذمہ ہے۔ ان شاء اللہ! قیامت تک اس کا

ترجمہ نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ اس لفظ کا معنی حیض کرے گا تو ''مسلک پرستوں'' کی تائید ہوگی اور اگر اس کا معنی طہر کرے گا تو بھی ''مسلک پرستوں'' کی تائید ہوگی۔ اس لئے تو الکذاب نے اس لفظ کا ترجمہ کرنے سے چپ سادھ لی ہے۔

سوال نمبر ۸۸: احناف کی عورتوں کی عدت تین ماہ واریاں ہیں۔ جب کہ شوافع کی عورتوں کی عدت تین طہر ہیں۔ لیکن کیپٹن کے چیلو! تم بتاؤ کہ تمہاری مطلقہ عورتوں کی عدت کس طرح پوری ہوگی؟

(فائدہ) بندہ عاجز نے یہ بات واضح کردی ہے کہ ائمہ مجتہدین کا اختلاف معمولی اور فروعی اختلاف ہے۔ اس سے کسی قسم کے سنگین نتائج برآمد نہیں ہوتے۔ لہٰذا حنفیوں، شافعیوں کا عمل اپنے اپنے مقام پر درست ہے۔ کسی ایک کو غلط قرار دینا خود غلط ہے اور اس سے سنگین نتائج برآمد کرنا ان لوگوں کا کام ہے، جن کے دل ایمان کی دولت سے محروم ہیں۔

جھوٹ نمبر ۲۴: کیا حیات برزخی حیات ہے یا نہ؟

پس منظر: بندہ عاجز نے اپنی کتاب ''اسلام کے نام پر ہوئی پرستی'' میں یہ بات خوب واضح کی ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں اعادہ روح ہوتا ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان سے قبر کا حساب وکتاب لیا جاتا ہے۔ بعد میں روح اور جسم کے مابین ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان قبر کی جزا وسزا کو محسوس کرتا ہے۔ اس پر منکرین حیات قبر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر قبر میں حیات مانی جائے تو یہ تیسری زندگی ہوگی۔ جب کہ قرآن مجید میں دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ اس کے جواب میں بندہ عاجز نے لکھا کہ قرآن مجید میں دو ایسی زندگیاں مذکور ہیں جو کامل اور مکمل ہیں۔ یعنی ایک دنیا کی زندگی اور ایک آخرت کی زندگی۔ کیونکہ ان دونوں زندگیوں میں روح جسم میں داخل ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان کو کامل مکمل حیات حاصل ہوتی ہے۔

باقی رہی قبر کی زندگی تو وہ نوع من الحیات ہے اور اسے دنیا کی زندگی کا تتمہ بھی کہہ سکتے ہیں اور آخرت کی زندگی کا مقدمہ بھی خلاصہ یہ کہ قبر کی زندگی یا تو دنیا کی زندگی میں شامل ہے یا پھر آخرت کی زندگی میں شامل ہے۔ اس لئے اس کو علیحدہ ذکر نہیں کیا گیا۔ ویسے قرآن مجید کی درجنوں آیات سے حیات قبر و برزخ ثابت ہے۔ نیز قرآن مجید کی وہ آیت جہاں سے دو موتوں اور دو حیاتوں کا ذکر ہے۔ وہاں بھی بہت سے مفسرین کرام نے ایک دنیا کی زندگی دوسری قبر و برزخ کی زندگی مراد لی ہے اور آخرت کی زندگی کو ''ثم الیہ ترجعون'' سے ثابت کیا ہے۔ بہر حال قبر کی زندگی ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن بندہ عاجز نے منکرین حیات قبر کے اس اعتراض کا ایک الزامی جواب یہ بھی دیا ہے کہ تم لوگ بھی تیسری زندگی بلکہ تیری موت کے قائل ہو ایک دنیا کی زندگی ایک برزخ کی زندگی اور ایک عالم آخرت کی زندگی اسی طرح ایک موت عدم محض کی دوسری دنیا کی تیسری یہ کہ جب قیامت قائم ہوگی تو جسد مثالی سے روح نکالی جائے گی اور دنیا والے جسد میں لوٹائی جائے گی تو جسد مثالی سے روح کا نکلنا اس کی موت ہے تو خود تمہارے عقیدہ کے مطابق تین زندگیاں بن گئی اور تین موتیں یہ خود قرآن کے خلاف ہے۔ جہاں تک تعلق ہے۔ علماء اسلام کے عقیدے کا یعنی حیات قبر کے عقیدے کا تو وہ دو زندگیوں کے قطعاً مخالف نہیں ہیں۔ کیونکہ قبر کی زندگی نوع من الحیات ہونے کی وجہ سے یا تو دنیا کی زندگی میں شامل ہے یا پھر آخرت کی زندگی میں لیکن تم لوگ تو مستقل طور پر تین زندگیوں اور تین موتوں کے قائل ہو۔ لہٰذا تمہارا یہ عقیدہ قرآن کے سخت خلاف ہے۔ چونکہ بندہ عاجز کی یہ دلیل بہت وزنی تھی جس کا جواب

منکرین کے بس کا روگ نہ تھا۔ چنانچہ عاجز اور بے بس ہو کر یہ کہہ دیا کہ برزخ کی زندگی کوئی زندگی نہ ہے۔ چنانچہ کیپٹن کا چیلا الکذاب لکھتا ہے: ''اس لئے برزخی حیات کا نظریہ کوئی تیسری حیات نہیں دیتا۔'' (حب اللہ ص ۸۵)

دیکھیے برزخی زندگی کو تسلیم بھی کر رہا ہے اور ساتھ ساتھ اس کا انکار بھی کر رہا ہے۔ اس سے بڑا جھوٹ دنیا میں نہیں سنا گیا۔

سوال نمبر ۸۹: آپ کے عقیدے کے مطابق موت کے بعد روح دوسرے جسم میں داخل کر دی گئی اور روح دوسری جسم کے ساتھ کھاتی ہے، پیتی ہے، چلتی پھرتی ہے۔ شام کے وقت عرش کے نیچے لٹکی ہوئی قندیلوں میں جا بیٹھتی ہے۔ سنتی ہے، بولتی ہے تو کیا اسے زندہ کہیں گے یا مردہ؟

سوال نمبر ۹۰: حیات برزخی اگر کوئی حیات نہیں ہے تو آپ نے بار بار حیات برزخی کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے؟

سوال نمبر ۹۱: کیپٹن کے ایک رسالہ کا نام ہے ''عذاب برزخ'' اب یہ بتائیں کہ عذاب زندہ کو ہوتا ہے یا مردہ کو؟

سوال نمبر ۹۲: کیپٹن کے ایک رسالہ کا نام ہے۔ ''نبی ﷺ اور شہداء اللہ کے پاس جنت میں زندہ ہیں۔ قبروں میں نہیں۔'' اب بتائیں کیپٹن تو کہتا ہے نبی اور شہداء اللہ کے پاس زندہ ہیں اور آپ کہتے ہیں برزخ کی کوئی زندگی نہیں۔ اب بتائیں آپ نے جھوٹ بولا ہے یا کیپٹن نے؟

سوال نمبر ۹۳: اللہ کا قرآن کہتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اور کیپٹن کا چیلا کہتا ہے کہ برزخ کی زندگی کوئی زندگی نہیں ہے۔ بتایئے چیلے کی یہ بات قرآن کے موافق ہے یا مخالف؟

سوال نمبر ۹۴: یہ کس نے کہا ہے کہ روح کا تعلق دنیوی جسد کے ساتھ ہو تو یہ حیات ہے اور اگر کسی دوسرے جسد کے ساتھ ہو تو حیات نہیں ہے۔ اگر یہ بات قرآن میں ہے تو آیت پیش کرو۔ اگر یہ بات حدیث میں لکھی ہے تو حدیث پیش کرو۔ الغرض یہ بات کس نے کہی ہے۔ اس کا نام پیش کرو اگر کسی نے نہیں کہی تو کیا ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین'' اس موقع پر پڑھا جائے گا یا نہیں؟

جھوٹ نمبر ۲۵: کیپٹن کا چیلا ''الکذاب'' لکھا ہے: ''وفات النبی ﷺ کے ثبوت میں قرآنی آیات کی روشنی میں کی جانے والی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس کا یقین آ گیا جو پہلے اپنی سمجھ کے مطابق اختلاف کر رہے تھے اور سارے صحابہ رضی اللہ عنہم وہی آیات تلاوت کرنے لگے جن سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات النبی ﷺ کو ثابت کیا تھا۔'' (حبل اللہ ص ۸۶)

قارئین کرام! ''الکذاب'' کا یہ کہنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات النبی ﷺ کے موقع پر جو آیات قرآنیہ تلاوت کی تھیں، سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہی آیات تلاوت کرنے لگے۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔ اگر ''الکذاب'' میں ہمت ہے تو کوئی ایسی روایت پیش کریں جس میں یہ لکھا ہو کہ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم ان آیات کی تلاوت کرنے لگے۔ یاد رکھئے روایت میں ایسا لفظ موجود ہو تو جس میں سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تصریح موجود ہو۔

اجماع سکوتی کا انکار اور پھر اقرار

اجماع کی ایک قسم یہ ہے کہ کچھ لوگ کوئی بات کریں اور ان کی بات دوسرے اہل علم تک پہنچے اور وہ اس سے اختلاف نہ کریں بلکہ خاموش رہ جائیں تو اسے اجماع سکوتی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ سب اہل علم اس پر خاموش

رہے اور اختلاف نہ کیا۔ لیکن ''الکذاب'' اجماع کی اس قسم کا انکار کرتا ہے لیکن ساتھ ساتھ اس اجماع سکوتی کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''اس کے بعد بھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اس امر جامع سے اختلاف نہیں کیا۔ لہٰذا اس پر صحابہ کا اجماع سمجھا جائے گا۔'' (حبل اللہ ص ۸۶)

یعنی ''الکذاب'' نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقریر سے ثابت کیا ہے اور صحابہ کرام نے خاموش رہ کر تصدیق کر دی ہے اور بعد والے لوگوں نے بھی اس امر میں اختلاف نہیں کیا تو بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اجماع ہو گیا۔ یعنی جب بعد والے لوگوں نے اختلاف نہ کیا بلکہ خاموش رہ گئے تو اجماع ہو گیا۔ پس یہی اجماع سکوتی تو ہے جسے چند سطر پہلے رد کر دیا۔ اب یہاں ثابت کر دیا۔ پس اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کا قول جمہور علماء نے کیا اور باقی اس پر خاموش رہ گئے اور اختلاف نہیں کیا تو اس اجماع سکوتی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر ثابت ہے۔ اسی طرح عذاب قبر روح اور جسد دونوں کو ہوتا ہے۔ جمہور علماء اسلام کا قول ہے اور بعد والوں نے اس سے کوئی اختلاف نہ کیا بلکہ خاموش رہ گئے تو یہی اجماع سکوتی ہے۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک عرش سے افضل ہے۔ بعض علماء کا قول ہے اور بعد والوں نے اس میں اختلاف نہیں کیا بلکہ خاموش رہ گئے۔ پس یہی اجماع سکوتی ہے۔ اسی طرح علماء دین کی تنخواہ جائز ہے۔ بعض علماء کا قول ہے اور بعد والوں نے اس میں اختلاف نہیں کیا بلکہ خاموش رہ گئے تو یہی اجماع سکوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

جھوٹ نمبر ۲۶: بندہ عاجز نے اپنی کتاب ''اسلام کے نام پر ہویٰ پرستی'' میں لکھا ہے کہ: ''لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون (آل عمران: ۱۶۹)''

بندہ عاجز نے لکھا ہے کہ اس آیت میں یہ بھی امکان ہے کہ عند ربھم کا تعلق یرزقون سے اور آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ مقتول فی سبیل اللہ زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ اس پر ''الکذاب'' اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''ہم نے حاشیہ لغات دیکھیں مگر کسی ایک میں بھی اسے حرف جر کے طور پر ان معنوں میں نہیں بتایا گیا جن میں ملا تونسوی نے باور کرایا بلکہ ہر جگہ اس کے معنی پاس، نزدیک اور قریب کے کئے گئے ہیں۔ کسی نے بھی اسے ''طرف سے'' کے طور پر استعمال نہیں کیا۔'' (حبل اللہ ص ۸۸)

حالانکہ قرآن مجید میں ہے۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے بی بی مریم کے پاس پھل فروٹ دیکھے تو پوچھا اے مریم یہ پھل فروٹ کہاں سے آئے تو بی بی مریم نے جواب دیا کہ ''ھو من عند اللہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ پس معلوم ہوا کہ ''من عند اللہ'' کا معنی اللہ کی طرف سے قرآن مجید میں موجود ہے۔ پس یہاں حرف معنی مقدر ہوگا اور کیپٹن کا انکار کرنا سفید جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۷: ''الکذاب'' جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے: ''ملا موصوف ''عند ربھم'' پر بحث کے ذریعے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گویا شہداء اللہ کے پاس زندہ نہیں بلکہ قبروں میں زندہ ہیں۔'' (حبل اللہ ص ۸۸)

بندہ عاجز نے اپنی کتاب میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ شہداء اللہ کے پاس زندہ نہیں ہیں بلکہ بندہ عاجز نے واضح طور پر لکھا ہے کہ اللہ کے پاس بھی زندہ ہیں اور ہمارے پاس بھی زندہ ہیں۔ لیکن الکذاب نے بندہ عاجز پر سفید جھوٹ بول دیا کہ ملا تونسوی کہتا ہے کہ اللہ کے پاس زندہ نہیں ہیں۔

جھوٹ نمبر ۲۸: حدیث طیر خضر قرآن پاک کی تفسیر کیسے ہے؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مقتول فی سبیل اللہ کو واضح طور پر زندہ کہا ہے اور ادھر اللہ کے نبی ﷺ نے شہدائے کرام کی ارواح کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ ان کی ارواح جنت میں سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں ہیں۔ کھاتے ہیں، پیتے ہیں، چلتے ہیں، پھرتے ہیں اور اللہ کے عرش کے نیچے لٹکے ہوئے قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں تو ''الکذاب'' نے قرآن پاک کی بیان کردہ واضح حقیقت کہ مقتول فی سبیل اللہ زندہ ہیں، کو بالائے طاق رکھ کر حدیث کو لے لیا کہ شہدائے کرام کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں ہیں اور جنت کی سیر و سیاحت کرتی ہیں۔ اگر حدیث طیر کا یہ مطلب لیا جائے اور قبر میں مدفون جسد سے قطع تعلق کا عقیدہ رکھا جائے تو یہ اللہ کے قرآن کی تکذیب بن جاتی ہے۔ بے شک احادیث رسول اللہ ﷺ قرآن پاک کی تفسیر تو کرتی ہیں۔ لیکن تکذیب نہیں کرتیں اور حدیث طیر خضر قرآن پاک کی آیت کی تفسیر یوں کرتی ہے کہ جب کوئی مرد مجاہد میدان کارزار میں مخالفین اسلام سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کرتا ہے تو اس وقت وہ روح اور جسد کا مجموعہ ہوتا ہے اور دونوں پر قتل والا فعل وارد ہوتا ہے۔ البتہ اس کا جسد نمایاں ہوتا ہے جس پر قتل وارد ہوتا ہے اور اس کی روح اس کے اندر موجود ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے روح اور جسد کے مجموعہ کو حیات جاودانی عطاء کی ہے۔ یعنی شہید کا روح اور اس کا جسد مدفون قتل ہو جانے کے بعد زندہ رہتے ہیں، جس کی صورت یہ ہے کہ روح اور جسد کے مابین ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے اور اعزاز و اکرام کے جو حالات روح پر طاری ہوتے ہیں، قبر میں مدفون جسد ان حالات سے برابر متاثر ہوتا رہتا ہے۔

لیکن قرآن پاک کے الفاظ ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء'' اور اسی طرح ''ولا تحسبن الذین قتلوا'' ان ہر دو آیات میں جسد شہید کی حیات نمایاں تھی۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو لوگ میرے راستہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہیں۔ چونکہ ظاہری طور پر قتل جسد پر وارد ہوا اور حیات بھی جسد کی ثابت ہوئی تو گویا اللہ کے نبی ﷺ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ شہدائے اسلام کے صرف جسد زندہ نہیں۔ ان کی ارواح بھی زندہ ہیں اور وہ جنت میں سبز رنگ کے پرندوں کی شکل کے ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر جنت کی سیر و سیاحت کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہاں مسئلہ کے دو پہلو تھے ایک پہلو مقتول فی سبیل اللہ کی حیات جسمانی کا اور دوسرا پہلو ان کی حیات روحانی کا تو پہلے والے کو آیات قرآنی میں واضح کیا گیا اور دوسرے پہلو کو حدیث رسول اللہ ﷺ میں واضح کیا گیا۔ یعنی شہداء کی حیات جسمانی قرآن پاک کی آیات سے زیادہ واضح ہے اور ان کی حیات روحانی حدیث سے زیادہ واضح ہے۔ الغرض مقتول فی سبیل اللہ کو حیات روحانی اور حیات جسمانی دونوں حاصل ہیں۔ کیونکہ قران جو کچھ کہتا ہے وہ بھی سچ ہے اور حدیث بھی جو کچھ کہتی ہے سچ ہے اور الکذاب نے جو مطلب بیان کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ اس سے تکذیب قرآن لازم آتی ہے۔ جب کہ حدیث نبوی قرآن کی تفسیر کرتی ہے نہ کہ تکذیب باقی حدیث طیر خضر کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہدائے کرام سے شکل انسانی چھین لی ہے اور ان کو پرندہ بنا دیا ہے۔ کیونکہ یہ تو تناسخ ہے جو اسلام میں باطل ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ شہدائے کرام سبز رنگ کے پرندوں کی شکل کے ہوائی جہازوں میں بشکل انسانی بیٹھ کر جنت کی سیر و سیاحت کرتے ہیں۔ چونکہ ارواح کا اجساد مدفونہ سے تعلق ہوتا ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے جسد بالتبع ارواح پر طاری ہونے والے حالات سے برابر متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہ دونوں باتیں اپنے طور پر درست ہیں کہ شہدائے کرام جنت کی سیر و سیاحت میں بھی محو ہیں اور ادھر قبر میں بھی حیات ہیں اور ان دو باتوں میں تضاد نہیں ہے اور تضاد وہی شخص سمجھتا ہے جو عالم قبر و برزخ کو عالم دنیا پر قیاس کرتا ہے۔ حالانکہ یہ قیاس خود غلط ہے۔ ہر عالم کے حالات دوسرے عالم سے مختلف ہوتے ہیں۔ اگر عالم قبر و برزخ کو سمجھنا ہے تو عالم خواب میں غور کرو

ایک آدمی اپنے گھر میں اپنے بستر پر سوتا ہے اور عالم خواب میں مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کرتا ہے اور ادھر بستر پر پڑا ہوا جسد بھی ان حالات سے متاثر رہتا ہے جو کہ اس کی روح پر طاری ہوتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۲۹: کیا تصوف خلاف شریعت ہے؟

''الکذاب'' جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے: ''حالانکہ تصوف تو سرے سے ہی خلاف شرع ہے۔ (اہل تصوف تو ویسے بھی اپنے آپ کو شریعت کے مقابلے میں طریقت کا پابند سمجھتے ہیں) اور اس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔'' (حبل اللہ ص ۸۳)

''الکذاب'' کا یہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ طریقت شریعت کے قطعاً خلاف نہیں ہے بلکہ شریعت محمد یہ علی صاحبہا پر ظاہراً و باطناً عمل کرنے کو طریقت کہتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ طریقت خلاف شریعت نہ ہے۔ ''الکذاب'' نے اس کو خلاف شرع کہہ کر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۰: ''الکذاب'' لکھتا ہے: ''قرآن و حدیث سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ وہ بذاتہ مستوی عرش ہے اور بصفاتہ ہر جگہ ہے۔'' (حبل اللہ ص ۸۸)

یہ بات سفید جھوٹ ہے۔ اگر ''الکذاب'' میں ہمت ہے تو قرآن و حدیث سے اپنا یہ عقیدہ بلفظہٖ ثابت کرے؟

سوال نمبر ۹۵: متشابہات کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۹۶: کیا کوئی شخص متشابہات کی مراد جانتا ہے؟

سوال نمبر ۹۷: متشابہات کے درپے ہونے والے کون لوگ ہیں؟

سوال نمبر ۹۸: اللہ بڑا ہے یا اللہ کا عرش؟

سوال نمبر ۹۹: اللہ کا عرش قدیم ہے یا حادث اور مخلوق؟

سوال نمبر ۱۰۰: عرش الٰہی میں اضافت کون سی ہے؟

''الکذاب'' تضاد کا شکار ہو گیا: چنانچہ ''الکذاب'' لکھتا ہے: ''اس کی کوئی مخصوص و محدود سمت نہیں پھر بھی قرآن و حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ اس کی طرف متوجہ ہونے کے لئے سمت موجود ہے۔'' (حبل اللہ ص ۸۸)

دیکھئے ''الکذاب'' ایک ہی عبارت میں اللہ تعالیٰ کے لئے سمت کی نفی بھی کر رہا ہے اور اثبات بھی کر رہا ہے۔ اسے تضاد بیانی کہتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۳۱: عالم خواب کے حالات محض تخیل ہیں یا حقیقت۔

بندہ عاجز نے اپنی کتابوں اور مضامین میں یہ بات لکھی ہے کہ عالم قبر و برزخ کے حالات کو سمجھنے کے لئے خواب میں غور کیا جائے تو سارے عقدے حل ہو جاتے ہیں اور عذاب قبر کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے اور ہر قسم کے اشکالات رفع دفع ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے جب آدمی سوتا ہے تو عالم خواب میں اس کو قسم قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ عالم خواب میں آدمی کی روح نکل جاتی ہے اور وہ روح مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کرتی ہے اور رنج و راحت سے اس کو سابقہ پڑتا ہے اور جو حالات روح پر طاری ہوتے ہیں، بستر پر پڑا ہوا جسد برابر متاثر ہوتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات خواب دیکھنے والا شخص روتا ہوا نظر آتا ہے اور بعض مقامات پر ہنستا ہوا اور کبھی وہ چیختا چلاتا ہے اور کبھی قرآن پڑھتا ہے اور کبھی قسم قسم کی بولیاں بولتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

الغرض عالم خواب میں روح پر جو حالات طاری ہوتے ہیں۔ان کا اثر جسم پر پڑتا ہے۔بعینہ عالم قبر و برزخ میں روح پر جو حالات گزرتے ہیں ان کا اثر جسد مدفونہ پر پڑتا رہتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ نہ عالم خواب کے حالات کو دنیا کی آنکھ دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی عالم قبر و برزخ کے حالات کو بہت سے علماء اسلام نے قبر و برزخ کے حالات کو اقرب الی الفہم کرنے کے لئے عالم خواب کی مثال دی ہے۔بلکہ قرآن وحدیث میں بھی اس طرف اشارہ موجود ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:''من بعثنا من مرقدنا''اس آیت میں لفظ مرقد آیا ہے جو''رقود''سے مشتق ہے،مرقد اسم ظرف کا صیغہ ہے۔یعنی خواب گاہ تو قرآن مجید میں قبر کو خواب گاہ بتایا گیا ہے۔اسی طرح بخاری شریف میں ہے کہ جب حساب وکتاب والے فرشتے سوالات کر لیتے ہیں تو میت کو کہتے ہیں:''نم صالحا''یعنی مزے سے سوجا اور ترمذی شریف کے الفاظ ہیں:''نم کنومۃ العروس''پس قرآن وحدیث اور اقوال علماء سے ثابت ہوا کہ قبر کی زندگی کو سمجھنے کے لئے عالم خواب میں غور کرنا از حد ضروری ہے۔لیکن''الکذاب''کو اس پر اعتراض ہے۔

چنانچہ لکھتا ہے:''مردے کو کسی محو خواب شخص سے تشبیہ دینا اور اس کو عالم برزخ میں دیئے جانے والے عذاب کو خواب میں کسی تکلیف دہ امر سے دوچار ہونے کے مشابہ قرار دینا سوء فہم ہے۔کیونکہ سوئے ہوئے شخص پر خواب میں گزرنے والے حالات محض تخیلاتی ہوتے ہیں اور ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔جب کہ عالم برزخ کا عذاب وراحت تو اٹل حقیقت ہے۔'' (حبل اللہ ص ۹۲)

حالانکہ''الکذاب''کا یہ سفید جھوٹ ہے۔کیونکہ خواب ایک حقیقت ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔اسی خواب کی بنیاد پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری چلائی تھی۔حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب ایک حقیقت تھا اور حقیقت بن کر ان کے سامنے آیا عزیز مصر کا خواب حقیقت بن کر سامنے آیا۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی ابتداء بھی سچے خوابوں سے ہوئی۔اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:''لم یبق من النبوۃ الا المبشرات''وغیرہ وغیرہ نامعلوم الکذاب نے اتنی ساری نصوص کو جھٹلاتے ہوئے کیسے کہہ دیا کہ خواب محض تخیلاتی ہوتے ہیں۔ان کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔بہرحال سچے خواب اپنے مقام پر اٹل حقیقت ہیں،جن کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔البتہ جب آدمی بیدار ہوتا ہے تو اب اس کو یہ تخیل محسوس ہوتا ہے۔بہرحال آدمی جب تک اس عالم میں رہتا ہے تو وہاں کے حالات اس کے لئے حقیقت ہو جاتے ہیں،جس کے انکار سے قرآن وحدیث کا انکار لازم آتا ہے۔بہرحال خواب کی حقیقت کا انکار کرنا سفید جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۲: کیا مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کے منکر تھے۔

''الکذاب''کا یہ سفید جھوٹ ہے۔حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے قائل تھے۔اوّلاً آپ الکذاب کا جھوٹ سنیں۔بعد میں حقیقت حال سے آپ کو آگاہ کیا جائے گا۔چنانچہ الکذاب لکھتا ہے:''ملا تونسوی تحذیر الناس وغیرہ میں درج اپنے اکابرین کی ان عبارتوں پر تو ایک نظر ڈال لیتے جو کتاب ''اسلام یا مسلک پرستی''میں نقل کی گئی ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور اگر بالفرض کوئی اور نبی بھی آگیا تو اس سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور یہ بعینہ وہی موقف ہے جو قادیانی کافروں نے اختیار کیا ہوا ہے۔'' (حبل اللہ ص ۹۰)

درحقیقت حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو دو طرح سے ثابت کیا ہے۔ایک ہے خاتمیت رتبی اور دوسری ہے خاتمیت زمانی خاتمیت رتبی یہ ہے کہ آپ ﷺ رتبہ میں تمام انبیاء سے افضل ہیں اور شان کے لحاظ سے آخری نبی ہیں اور خاتمیت زمانی یہ ہے کہ آپ ﷺ زمانہ کے لحاظ سے اللہ کے آخری نبی ہیں۔آپ کے بعد کسی نئے نبی نے نہیں آنا۔پس حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دو اقسام کو آپ ﷺ کے لئے ثابت کیا ہے کہ آپ خاتم رتبی بھی ہیں اور خاتم زمانی بھی۔البتہ یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ صرف خاتم رتبی ہوتے اور خاتم زمانی نہ ہوتے تو آپ ﷺ کے زمانہ میں یا بعد میں بالفرض کوئی نبی آتا تو آپ کی خاتمیت رتبی میں کوئی فرق نہ آتا۔کیونکہ رتبہ کے لحاظ سے تمام نبیوں کے خاتم اور آخری نبی ہیں۔لیکن آپ ﷺ خاتم رتبی کے ساتھ ساتھ خاتم زمانی بھی ہیں۔لہٰذا آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور جو شخص نئی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب دجال اور جھوٹا ہے۔یہ ہے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ......لیکن الکذاب نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ بول دیا ہے۔لعنۃ اللہ علی الکاذبین!

<u>الکذاب کی بریلویوں والی بولی</u>: ''الکذاب'' اپنے مضمون کے شروع میں لکھتا ہے: ''قارئین! ان رشدی اور تونسوی ملاؤں نے وہی حرکت کی ہے، جو ان کے اکابرین کے ساتھ بریلویوں نے کی تھی جس کا رونا یہ پچھلی ایک صدی سے رو رہے ہیں۔موصوف نے ان کے اکابرین کی تحریروں کے بیچ بیچ کے ٹکڑے جن کو اگر سیاق وسباق کے ساتھ نہ پڑھا جائے تو صریح کفر پر مبنی ہوتے ہیں۔مکہ اور مدینہ کے علماء کے سامنے پیش کر کے ان کے خلاف لکھنے والوں کے کفر کا فتویٰ لیا اور ہندوستان آکر ''حسام الحرمین'' کے نام سے اس فتویٰ کی خوب تشہیر کی جس کی ان کے اکابرین نے ''المھند علی المفند''' میں اور بعد کی متعدد کتابوں میں وضاحت کی مگر بریلوی مجدد تو اپنا کام کر ہی گیا۔'' (حبل اللہ ص ۷۵)

بریلویوں کے امام احمد رضا خان بریلوی کے اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور خان صاحب بریلوی کے اعتراضات کا ''الکذاب'' نے ایک حرکت کہا ہے اور حرکت کہنے کے باوجود وہی بریلویوں والا الزام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر تھوپ دیا۔خدا برا کرے تعصب کا ان لوگوں کے دل میں علماء اسلام کا بغض کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔یہودی بھی اہل اسلام کے خلاف تعصب میں بڑھ چڑھ کر ہیں، پر ان لوگوں کا تعصب اہل اسلام خصوصاً علماء اسلام کے خلاف ان سے بھی بڑھ کر ہے۔کیونکہ کیپٹن یہود کا خود کاشتہ پودا تھا اور اس نے توحید اور قرآن کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک سازش کی۔''اعاذنا اللہ و جمیع المسلمین من شرورھم ومکائدھم''

<u>جھوٹ نمبر ۳۳</u>: کیا جسد عنصری بعد از وفات عالم دنیا کی چیز ہے؟

''الکذاب'' جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے: ''مگر ملا تونسوی کا اصرار ہے کہ بوقت موت یہ جسد عنصری مع الروح عالم برزخ میں داخل ہوتا ہے اور ایک مقام پر لکھتے ہیں جسد عنصری عالم برزخ میں داخل ہو ہی نہیں سکتا۔'' (حبل اللہ ص ۹۲)

حالانکہ یہ بات سفید جھوٹ ہے۔کیونکہ جب آدمی پر موت واقع ہوتی ہے تو آدمی روح مع الجسد عالم قبر و برزخ میں چلا جاتا ہے۔جسد عنصری کو عالم برزخ میں داخل نہ سمجھنا الکذاب کی حماقت ہے۔بے شک جسد عنصری جب تک ہمارے سامنے ہے۔ہمیں نظر آرہا ہے۔لیکن یہ چیز عالم برزخ کی ہے۔دیکھیں جب ایک آدمی سوتا ہے

اور سونے والے کو کوئی آدمی آواز دے تو دوسرا آدمی اس کو روکتا ہے کہ اس کو نہ چھیڑ دیہ تو دوسرے جہاں میں پہنچ چکا ہے۔ایسی طرح موت پانے والا آدمی بھی دوسرے عالم میں چلا جاتا ہے۔اس کو عالم دنیا کی چیز کہنا کوتاہ فہمی ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۴: کیا غیب غائب ہوتا ہے؟

بندہ عاجز نے لکھا ہے مردہ انسان اگرچہ ہمارے سامنے ہے۔لیکن اس پر دکھ سکھ کے طاری ہونے والے حالات عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔اس لئے ہمیں نظر نہیں آتے۔اس پر الکذاب آگ بگولہ ہو کر لکھتا ہے: ''یہ بھی خوب غیب ہے کہ سامنے لاش پڑی ہے اور فرما رہے ہیں کہ غیب میں ہے غیب تو غائب ہوتا ہے نہ کہ حاضر۔'' (حبل اللہ ص۹۱)

اس بے چارے کو غیب اور غائب کا فرق معلوم نہیں۔ورنہ غیب تو یہ ہے کہ کوئی چیز اگرچہ ہمارے سامنے ہو۔لیکن ہمیں نظر نہ آئے۔جیسا کہ فرشتے کراماً کاتبین ہمارے پاس رہتے ہیں۔لیکن ہمیں نظر نہیں آتے۔کیونکہ وہ غیب کی چیز ہے۔لیکن غائب تو وہ ہے جو ہمارے پاس حاضر نہ ہو کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو لوگ غیب اور غائب میں فرق نہیں جانتے۔یہی لوگ فتویٰ بازی کر رہے ہیں کہ علماء معلمین کی تنخواہیں حرام ہیں۔آیات قرآنیہ کے تعویزات شرک ہیں۔توسل کی صحیح صورت شرک ہے۔وغیرہ وغیرہ! جب ان مفتیان کرام کا مبلغ علم اتنا ہے تو لازماً ان کے فتوے بھی ایسے ہی ہوں گے۔

سوال نمبر ۱۰۱: فرقہ بندی کسے کہتے ہیں۔اس کی جامع مانع تعریف کرو؟

سوال نمبر ۱۰۲: مسلک پرستی کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۱۰۳: فرقہ بندی اور مسلک پرستی کی تعریف تم پر صادق آتی ہے یا نہیں۔اگر صادق نہیں آتی تو کیوں؟

سوال نمبر ۱۰۴: تم کیپٹن مسعود الدین کو ماننے والے اب تک کتنے گروپوں میں تقسیم ہو چکے ہو؟

سوال نمبر ۱۰۵: علمائے اسلام میں سے کوئی عالم دین ایسا نہیں جو آپ کے ہم عقیدہ ہو تو خواہ مخواہ ان کی ادھوری اور نا تمام عبارتیں پیش کر کے کیوں لوگوں کو ان کے نام پر دھوکہ دیتے ہو۔کیا سادہ لوح عوام کو دھوکہ دینا جائز ہے؟

سوال نمبر ۱۰۶: جو علماء اسلام قبر سے مراد عالم برزخ لیتے ہیں۔ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کر دی جائے تاکہ اس ارضی قبر سمیت مردہ کا ہر مقام قبر کے مفہوم میں آجائے جب کہ تم اس ارضی کو قبر ہی نہیں سمجھتے بلکہ قبر کو برزخ سے باہر سمجھتے ہو تو تمہیں کیا حق ہے کہ علماء کے اس جملے کو استعمال کر کے ان کے مقصد سے الٹا مقصد لینے کا۔

سوال نمبر ۱۰۷: حدیثوں میں بعض احادیث ایسی ہیں جس سے یہ بات صراحتاً معلوم ہوتی ہے کہ عذاب قبر انہی ارضی قبور میں مردہ انسان کو ہوتا ہے اور بعض احادیث ایسی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب قبر۔ روح کو ہوتا ہے اور بعض احادیث ایسی ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب قبر روح اور جسد عنصری دونوں کو ہوتا ہے تو علماء اسلام نے ان سب حدیثوں کو صحیح اور برحق تسلیم کر کے یہ فرمایا ہے کہ عذاب قبر روح اور جسد عنصری دونوں پر وارد ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ روح اپنے مقام پر ہوتی ہے۔مثلاً دوزخ یا بہشت جہاں بھی ہوتا ہے وہ اس پر جو دکھ سکھ کے حالات طاری ہوتے ہیں۔چونکہ روح کا قبر میں مدفون جسد کے ساتھ بھی ایک غیر معلوم الکیف تعلق ہوتا ہے تو روح پر جو حالات طاری ہوتے ہیں ان کے اثرات جسد مدفون پر بھی پڑتے رہتے ہیں۔کیونکہ عالم قبر و برزخ میں روح اصل نمایاں ہوتی ہے اور جسد چھپ جانے کی وجہ سے اس کا تابع ہوتا ہے۔جیسا کہ عالم دنیا

میں جسد انسانی اصل اور نمایاں ہے اور روح اس کے تابع ہے اور عام قبر برزخ اس کے برعکس ہیں تو بہر حال عالم قبر وبرزخ کی جزاء وسزا میں روح اور جسد دونوں شریک رہتے ہیں۔ لیکن تم بتاؤ کہ تم روح کی جزاء اور سزا کے قائل اور جسد کی جزاوسزا کا انکار کرتے ہو، جس سے ان سب حدیثوں کا انکار لازم آتا ہے۔ پس اتنی حدیثوں کا انکار کیوں؟

سوال نمبر ۱۰۸: جتنے علماء اسلام عالم قبر و برزخ میں جسد مثالی تجویز کرتے ہیں، وہ سب حضرات روح کا جسد عنصری کے ساتھ تعلق تسلیم کرتے ہیں اور جسد عنصری کو جزاوسزا میں شامل سمجھتے ہیں۔ لیکن تم لوگ ان لوگوں کا آدھا مذہب تو لے لیتے ہو، یعنی جسد مثالی تک ان سے اتفاق کرتے ہو اور یہ لوگ جسد عنصری سے تعلق کی جب بات کرتے ہیں تو تم انکار کر دیتے ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کا آدھا عقیدہ لے لیا اور آدھے کو ٹھکرا دیا تو ایسے لوگوں کے نام پر سادہ لوح عوام کو دھوکا کیوں دیتے ہو؟

سوال نمبر ۱۰۹: تم لوگ جو یہ کہتے ہو عذاب قبر برحق ہے تو اب بتاؤ کہ عذاب قبر زندہ کو ہوتا ہے یا مردہ کو؟

سوال نمبر ۱۱۰: اگر عذاب قبر مردہ کو ہوتا ہے تو بتاؤ مردہ کون ہے روح یا جسد؟

سوال نمبر ۱۱۱: اگر عذاب قبر زندہ کو ہوتا ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے یہ کیوں فرمایا ہے: ''ان میت لیعذب فی قبرہ'' یعنی یقیناً قبر میں میت کو عذاب ہوتا ہے۔ اللہ کے نبی تو فرمائیں کہ عذاب مردے کو ہوتا ہے اور تم کہو کہ زندہ کو ہوتا ہے تو حدیث کی اتنی مخالفت کیوں؟

سوال نمبر ۱۱۲: تم لوگ ایسی روایت پیش کرتے ہو جن میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو جہنم میں دیکھا اور کسی شخص کو جنت میں دیکھا اور کسی شخص کو آسمان میں دیکھا۔ وغیرہ وغیرہ! حالانکہ ان روایات کا کوئی بھی شخص انکار نہیں کرتا۔ لیکن علماء اسلام کا عقیدہ تو یہ ہے کہ روح اپنے مقام پر ہوتی ہے۔ لیکن اس کا تعلق قبر میں مدفون جسد کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے مردہ انسان رنج وراحت کو بھی محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا کوئی آیت یا حدیث پیش کرو جس سے تعلق کی بھی نفی ہوتی ہو اور اس بات کی بھی نفی ہوتی ہو کہ جسد عنصری روح پر طاری ہونے والے اثرات سے متاثر نہیں ہوتا۔

سوال نمبر ۱۱۳: عذاب قبر کے انکار کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہ ہے۔ نہ قرآن سے نہ حدیث سے۔ تمہارے پاس صرف عقلی ڈھکوسلے ہیں۔ مثلاً جس لاش کو جلا کر راکھ کر دیا گیا تو اس کو عذاب کیسے ہوگا یا جس کو قبر کی مٹی کھا گئی یا پرندے درندے کھا گئے اور پھر ان پرندوں درندوں کو اور پرندے درندے کھا گئے تو اس کو عذاب کیسے ہوگا؟ جو سمندر میں مر گیا اور اس کو مچھلیاں کھا گئیں۔ پھر مچھلیوں کو اور مچھلیاں کھا گئیں یا ان کو آدمی کھا گئے تو اس کو عذاب کیسے ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ! تو ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا تمہارے ان عقلی شبہات سے ایسے عقیدہ کا انکار کر دیا جائے گا جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

سوال نمبر ۱۱۴: کیا تمہارے نزدیک عقل کو یہ مقام حاصل ہے کہ جو بات عقل کو لگے اسے تسلیم کیا جائے اور جو بات عقل کو نہ لگے اسے رد کر دیا جائے۔ اگرچہ وہ مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت شدہ بھی ہو؟

سوال نمبر ۱۱۵: اگر کوئی شخص تمہارے ان تمام عقلی ڈھکوسلوں کو لے کر بروز قیامت حشر کا انکار کر دیں اور کہے کہ جو اجساد تقسیم در تقسیم ہو کر ہزاروں جگہ منتقل ہو چکے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کیسے زندہ کرے گا۔ لہٰذا حشر اجساد ہے ہی نہیں تو تم بتاؤ ایسے لوگوں کو کیا جواب دو گے؟

سوال نمبر ۱۱۶: تم لوگ ہمارے علماء سے سوال کرتے ہو کہ جس مردہ کو یہ زمینی قبر نصیب نہیں ہوتی تو اس کو عذاب کہاں ہوگا۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں جس کو یہ زمینی قبر نصیب نہیں ہوتی وہ قیامت کے دن کس قبر سے اٹھایا جائے گا؟

سوال نمبر ۱۱۷: تمہارا ایک شبہ یہ بھی ہے۔ اگر قبروں میں عذاب ہوتا ہے تو نظر کیوں نہیں آتا۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کیا یہ اصول کی بات ہے کہ جو چیز نظر نہ آئے۔ اس کا انکار کر دو۔ اگر چہ قرآن وحدیث سے ثابت بھی ہو۔ کیا ملائکہ، جنات ہمیں نظر آتے ہیں۔ اگر نظر نہیں آتے تو ان کا انکار کر دیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نظر نہیں آتے تو کیا ان کا انکار کر دیں۔ ہمیں روح نظر نہیں آتی تو کیا اس کا انکار کر دیں؟

سوال نمبر ۱۱۸: تمہارے نزدیک قبریں کتنی ہیں۔ جب دفن کی بات ہو یا قیامت کے دن جی اٹھنے کی بات ہو تو یہ ارضی قبر مراد ہوتی ہے۔ اگر عذاب قبر کا مسئلہ ہو تو پھر یہ قبر نہیں بنتی بلکہ قبر کسی اور مقام کا نام بن جاتا ہے۔ اگر مسئلہ چل جائے سماع موتی کا تو پھر تم قرآن مجید کی آیت پڑھتے ہو۔ ''وما انت بمسمع من فی القبور'' تو پھر یہ مدفن ارضی آپ کے نزدیک قبر ٹھہرتی ہے اور اگر مسئلہ ہو۔ عذاب قبر کا تو پھر یہ قبر نہیں بنتی۔ بلکہ قبر کوئی اور مقام بن جاتی ہے تو بتائیں کبھی مرغ کی ایک ٹانگ کبھی دو ٹانگیں یہ دورنگی چال کیوں؟

سوال نمبر ۱۱۹: کیا تمہارے نزدیک روح کو موت آتی ہے یا نہ؟

سوال نمبر ۱۲۰: اگر روح کو موت آتی ہے تو کیا وہ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے؟

سوال نمبر ۱۲۱: اگر روح موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے اور قرآن وحدیث کے بھی خلاف نہیں ہوتا تو سوال یہ ہے کہ اگر جسد دوبارہ زندہ ہو جائے تو قرآن وحدیث کے کیسے خلاف ہو جاتا ہے؟

سوال نمبر ۱۲۲: اگر روح نہیں مرتی تو ارشاد باری تعالیٰ: ''کل نفس ذائقة الموت'' اور ''کل من علیها فان'' سے وہ مستثنیٰ ہے؟

سوال نمبر ۱۲۳: اگر روح ضابطہ موت سے مستثنیٰ ہے تو استثنیٰ کی دلیل پیش کرو؟

سوال نمبر ۱۲۴: تمہارے نزدیک روح اللہ ہے یا من دون اللہ ہے؟

سوال نمبر ۱۲۵: اگر تمہارے نزدیک روح اللہ ہے تو کیا شرک لازم آئے گا یا نہ؟

سوال نمبر ۱۲۶: اور اگر روح من دون اللہ ہے تو من دون اللہ کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے: ''اموات غیر احیاء'' تم لوگ اس کا ترجمہ یہ کرتے ہو کہ مردہ ہیں۔ ان میں کسی قسم کی حیات نہیں تو اب بتاؤ جب روح من دون اللہ ہے تو وہ اس آیت کے تحت ایسی مردہ ہے کہ اس میں حیات کی رمق بھی باقی نہ ہو تو پھر آپ روح کو کیسے زندہ مانتے ہو؟

سوال نمبر ۱۲۷: انسان کسے کہتے ہیں؟ صرف روح کو یا روح اور جسد کے مجموعے کو؟

سوال نمبر ۱۲۸: احکام شرعیہ کا مکلف کون ہے؟ انسان یا روح انسان؟

سوال نمبر ۱۲۹: اگر روح اور جسد کا مجموعہ احکام شرعیہ کا مکلف ہے تو عالم قبر و برزخ کی جزا سزا میں جسد کو کیوں نظر انداز کر دیا جاتا ہے؟

سوال نمبر ۱۳۰: اگر صرف روح مکلف ہے تو عالم آخرت کی جزا سزا میں جسد کو کیسے شامل کیا جائے؟

سوال نمبر ۱۳۱: عہد صحابہ سے لے کر آج تک کوئی ایسا عالم دین گزرا ہے جو کیپٹن کے ہم عقیدہ ہو، اگر کوئی ہے تو اس کا نام پیش کرو؟

سوال نمبر ۱۳۲: اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں سے اشرف المخلوقات کون ہے؟

سوال نمبر ۱۳۳: حضور اکرم ﷺ کے مقام کو عرش سے افضل کہنے والوں کو کس مفتی نے کافر کہا ہے؟

سوال نمبر ۱۳۴: آیات قرآنیہ اور ادعیہ ماثورہ کے تعویذات کو کس مفتی نے شرک و کفر کہا ہے؟

سوال نمبر ۱۳۵: توسل کی صحیح صورت کو کس نے شرک کہا ہے؟

سوال نمبر ۱۳۶: کیا توسل بالاحیاء جائز ہے؟

سوال نمبر ۱۳۷: اگر توسل بالاحیاء ناجائز ہے تو دلیل پیش کرو؟

سوال نمبر ۱۳۸: اگر توسل بالاحیاء جائز ہے تو بالاموات کیوں ناجائز ہے۔ ذرا فرق واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۳۹: دینی امور پر تنخواہ لینے کو کس مفتی نے حرام قرار دیا ہے؟

سوال نمبر ۱۴۰: خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ تنخواہ لیتے تھے یا نہیں؟

سوال نمبر ۱۴۱: اگر نہیں لیتے تو ثبوت پیش کریں؟

سوال نمبر ۱۴۲: اگر لیتے تھے تو تمہارا ان پر کیا فتویٰ صادر ہوگا؟

سوال نمبر ۱۴۳: حضور ﷺ کے لئے مال غنیمت سے خمس مقرر تھا۔ بتائیے کہ یہ خمس آپ ﷺ کو کسی خدمت کے صلہ میں مقرر کیا گیا ہے؟

سوال نمبر ۱۴۴: مجاہدین کے لئے مال غنیمت کا حصہ کس خدمت کے صلے میں مقرر ہوا؟

سوال نمبر ۱۴۵: کن دینی امور میں تنخواہ لینی جائز ہے اور کن میں نہیں؟

سوال نمبر ۱۴۶: آپ کے نزدیک خلافت کی تنخواہ لینا جائز ہے یا ناجائز؟

سوال نمبر ۱۴۷: خلافت امور دینی میں سے ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۱۴۸: نماز پنجگانہ کی امامت کرانا امامت صغریٰ ہے اور خلافت امامت کبریٰ ہے۔ کیا امامت صغریٰ اور کبریٰ دونوں کی تنخواہ ناجائز ہے یا ایک کی؟

سوال نمبر ۱۴۹: اگر ایک کی جائز ہے اور دوسرے کی ناجائز ہے تو ذرہ وجہ فرق واضح کریں۔

سوال نمبر ۱۵۰: امام بخاری اور دیگر محدثین جو سماع موتیٰ اور عذاب قبر کے قائل ہیں۔ آپ کے نزدیک کافر اور مشرک ہیں یا مسلم؟

سوال نمبر ۱۵۱: سماع موتیٰ کے قائلین کو کس مفتی نے مشرک کہا ہے؟

جھوٹ نمبر ۳۵: بندہ عاجز نے اپنی کتاب ''اسلام کے نام پر ھویٰ پرستی'' میں یہ بات لکھی ہے کہ کیپٹن مسعودالدین اسماء الرجال کی جن کتابوں سے حوالے دیتا ہے کہ فلاں حدیث ضعیف ہے اور فلاں منکر ہے۔ وغیرہ وغیرہ! تو رجال کی ان کتابوں کے مولف عذاب قبر کی صحیح صورت کے قائل ہیں اور حیات انبیاء کے عقیدہ پر ایمان رکھتے ہیں اور سماع موتی فی الجملہ کے بھی قائل ہیں تو ایسے لوگوں کی کتابوں سے حوالہ جات پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے نظریات والے تو کیپٹن کے نزدیک کافر ہیں۔ کافروں اور مشرکوں کے حوالہ جات پر کیا اعتماد ہے، تو بندہ عاجز کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے ''الکذاب'' لکھتا ہے: ''ویسے بھی یہ فنون واصول ہم صرف ان مسلک پرستوں کے باطل کو واضح کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ تاکہ انہیں بتائیں کہ دیکھو تمہارا باطل تو خود تمہارے ہی اصولوں پر پورا نہیں اترتا اور ان اصولوں بلکہ تمام کتب ہائے فنون شرح وتفاسیر قرآن وحدیث جو انہی مسلک پرستوں کے ذریعے شائع ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں، ان کو ہم اگر دینی امور میں مد اور معاون سمجھ کر استعمال کرتے ہیں تو بھی نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے تحت کہ: ''ان اللہ یؤید ھذا الذین بالرجل الفاجر'' (بخاری کتاب الجھاد والسیر باب ان اللہ یؤید ھذا الذین بالرجل الفاجر) بے شک اللہ تعالیٰ فاجر کہہ آدمی کے ذریعے بھی اس دین کی مدد کرتا ہے۔'' (حبل اللہ ص ۸۲)

''الکذاب'' نے حدیث بخاری کا غلط مطلب اپنے ذہن میں بیٹھا کر پوری امت کے علماء، صلحاء اور اتقیاء کو معاذ اللہ فاجر کہہ دیا۔ حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''عن معاویۃ سمعت النبی ﷺ یقول لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بالامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذلک'' (مشکوۃ ص ۵۸۳)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جو اللہ کے حکم پر قائم ہوگا۔ اس گروہ کے دینی وجماعتی نظم اور معاملات کو نہ وہ شخص نقصان پہنچا سکے گا۔ جو اس کی تائید واعانت ترک کر چکا ہو اور نہ وہ شخص ضرر پہنچائے گا جو (موافقت کی بجائے) اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا ہو۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آن پہنچے گا اور وہ اسی راستے پر یعنی احکام خداوندی کی اطاعت اور دین کی خدمت واعانت پر قائم ہو گے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت سے ایک جماعت قیامت تک اللہ کے احکام پر قائم رہے گی اور جو لوگ اللہ کے احکام پر قائم رہنے والے ہوں وہ متقی ہوتے ہیں نہ کہ فاسق فاجر۔ پس اللہ کے نبی کا فرمان سچا ہے اور کیپٹن کا چیلا جھوٹا ہے۔

سوال نمبر ۱۵۲: تم اپنی نماز کے تمام احکام قرآن مجید سے ثابت کرو۔ بشرطیکہ وہ مسلک پرستوں والا نہ ہو۔ کیونکہ تم لوگ مسلک پرستی سے بیزار ہو؟

سوال نمبر ۱۵۳: اپنی زکوۃ کے تمام احکام ومسائل قرآن سے ثابت کرو اور مسلک پرستوں کے پیچھے مت لگو؟

سوال نمبر ۱۵۴: اپنے روزے کے تمام احکام ومسائل مسلک پرستوں سے ہٹ کر قرآن سے ثابت کرو؟

سوال نمبر ۱۵۵: مسلک پرستوں کو چھوڑ کر حج کا مکمل طریقہ قرآن سے ثابت کرو؟

سوال نمبر ۱۵۶: بیع وشراء کے تمام احکام قرآن سے ثابت کرو اور مسلک پرستی نہ کرو؟

سوال نمبر ۱۵۷: نماز جنازہ کا مکمل طریقہ قرآن سے ثابت کرو۔ مسلک پرستوں کی بات نہ کرو؟

سوال نمبر ۱۵۸: امیر المومنین کے لئے تنخواہ لینا جائز یا ناجائز؟

سوال نمبر ۱۵۹: امیر المومنین کے ذمہ کیا کیا کام ہیں؟

سوال نمبر ۱۶۰: امیر المومنین کے فرائض میں سے کون کون سے کام دینی امور ہیں اور کون کون سے غیر دینی ہیں؟

سوال نمبر ۱۶۱: تمہارے نزدیک مچھلی حلال ہے یا حرام؟

سوال نمبر ۱۶۲: اگر مچھلی حلال تو بتائیں ذبح کر کے کھایا جائے یا بغیر ذبح؟

سوال نمبر ۱۶۳: اگر مچھلی کو ذبح کر کے کھانا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق'' تو تم مچھلی کو باقاعدہ ذبح کر کے کیوں نہیں کھاتے؟

سوال نمبر ۱۶۴: اگر تم مچھلی بغیر ذبح کئے کھا جاتے ہو تو کیا اللہ کے قرآن کی خلاف ورزی نہیں؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: ''حرمت علیکم المیتۃ'' تو کیا مردہ مچھلی جس پر تکبیر نہیں پڑھی گئی وہ کیسے حلال ہے؟

سوال نمبر ۱۶۵: تمہاری اذان اور تمہاری تکبیر مسلک پرستوں والی ہے یا ان سے ہٹ کر؟

سوال نمبر ۱۶۶: تم لوگ عیدین کی نماز پڑھتے ہو یا نہیں؟

سوال نمبر ۱۶۷: اگر تم عیدین کی نماز نہیں پڑھتے تو کیوں؟

سوال نمبر ۱۶۸: اگر پڑھتے ہو تو اس کو قرآن سے ثابت کرو اور پورا طریقہ بتاؤ جو کہ مسلک پرستوں والا نہ ہو؟

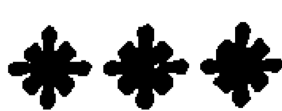
(نوٹ) بندہ عاجز نے کیپٹن کے ۳۵ جھوٹ ثابت کئے ہیں اور ۱۶۸ سوال کئے ہیں۔ لہٰذا کیپٹن کی پوری امت پر یہ فرض ہے کہ ایک ایک جھوٹ کی صفائی پیش کریں اور نمبر وار ایک ایک سوال کا جواب دیں۔ صرف چند باتوں کے بارے میں آئیں بائیں شائیں کر کے باقی سے روگردانی کرنا جواب تصور نہ ہوگا بلکہ دفعہ وقتی ہوگی جس کا پہلے بھی یہ لوگ ارتکاب کر چکے ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علماء اسلام کی بیان کردہ تشریحات کے مطابق کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہر قسم کی بے دینی، بے راہ روی اور ذہنی آوارہ گردی سے محفوظ رکھیں۔

آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الکریم!

اللھم صل علی روح محمد فی الارواح، اللھم صل علی جسد محمدٍ فی الاجساد، اللھم صل علی قبر محمد فی القبور، وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وبناتہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین

۲۸ر جمادی الاوّل ۱۴۳۱ھ



وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَآءُ اَحْيَآءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

عقیدہ حیات قبر اور علمائے اسلام

مرتب:

حضرت مولانا ابو احمد نور محمد قادری تونسوی رحمہ اللہ